باسمه تعالی

فهرستبرگه منابع چاپ سنگی - اداره مخطوطات

شماره ثبت:	۳۹۰۷
رده‌بندی دیویی:	ک ۶۶۷ الف ۱/۶ فا ۸
سرشناسه:	اقبال لاهوری، محمد، ۱۸۷۷ - ۱۹۳۸ م.
عنوان قراردادی:	[کلیات. برگزیده]
عنوان:	پیام مشرق
کاتب:	عبدالمجید پروین — تاریخ کتابت:
محل نشر:	لاهور — ناشر: مطبع کریمی — تاریخ نشر: [بی‌تا]
صفحه شمار:	ع، ۲۰۰ ص — مصور☐ درسی☐ گراور یا افست☐
زبان:	فارسی — ابعاد: ۲۱٫۵ x ۱۳٫۵ — نوع خط: نستعلیق
روش تهیه:	وقفی☐ اهدایی☑ خریداری☐ ارسالی☐
توضیحات:	مقام معظم رهبری — تاریخ ثبت: اردیبهشت ۱۳۸۱
یادداشتها:	۱. شاعر این کتاب را به اعلی‌حضرت امیر امان الله خان فرمان روائی دولت افغانستان پیشکش نموده است.
موضوع(ها):	۱. شعر فارسی - قرن ۱۴.
شناسه(های) افزوده:	الف. پروین، عبدالمجید، کاتب. ب. خامنه‌ای، علی، رهبر جمهوری اسلامی ایران، ۱۳۱۸ - ، اهداکننده. ج. عنوان.
فهرستنگار:	[signature] — تاریخ فهرستنگاری: خرداد ۸۹

جلد: مقوا با عطف تیماج ...

۳۷
۲۵۲۰

بِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

پیام مشرق

(در جوابِ دیوانِ المانوی گوئٹے)

اقبال

501=

کاپی رائٹ

LAHORE

دیباچہ

"پیام مشرق" کی تصنیف کا محرک جرمن "حکیم حیات" "گوئٹے" کا "مغربی دیوان" ہے جس کی نسبت جرمنی کا اسرائیلی شاعر ہائنا لکھتا ہے۔

"یہ ایک گلدستۂ عقیدت ہے جو مغرب نے مشرق کو بھیجا ہے۔ .... اس دیوان سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ مغرب اپنی کمزور اور سرد روحانیت سے بیزار ہو کر مشرق کے سینے سے حرارت کا متلاشی ہے۔"

گوئٹے کا یہ مجموعہ اشعار جو اس کی بہترین تصانیف سے ہے اور جس کو اس نے خود "دیوان" کے نام سے موسوم کیا ہے کن اثرات کا نتیجہ تھا اور کن حالات میں لکھا گیا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس تحریک کا ذکر کیا جائے جس کو المانوی ادبیات کی تاریخ میں "تحریک مشرقی" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میرا قصد تھا کہ اس دیباچے میں تحریک مذکور پر کسی قدر تفصیل سے بحث کروں گا مگر افسوس ہے کہ بہت سا مواد جو اس کے لئے ضروری تھا ہندوستان میں دستیاب نہ ہو سکا۔ پال ہورن۔ تاریخ ادبیات ایران کے مصنف نے اپنے ایک مضمون میں اس امر پر بحث کی ہے کہ گوئٹے کس حد تک شعرائے فارس کا ممنون ہے لیکن رسالہ نارد انڈ سود کا وہ نمبر جس میں مضمون مذکور شائع ہوا تھا نہ ہندوستان کے کسی کتب خانے سے مل سکا نہ جرمنی سے مجبوراً اس دیباچے کی تالیف میں کچھ تو گذشتہ مطالعہ کی یادداشت پر بھروسہ کرتا ہوں اور کچھ مسٹر چارلس ریمی کے مختصر مگر نہایت مفید اور کارآمد رسالے پر جو انہوں نے اس

موضوع پر لکھا ہے۔

ابتدائے شباب ہی سے گوئٹے کی ہمہ گیر طبیعت مشرقی تخیلات کی طرف مائل تھی۔ سٹراس برگ میں جہاں وہ قانون کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کی ملاقات جرمن لٹریچر کی مشہور اور قابلِ احترام شخصیت ہرڈر سے ہوئی جس کی صحبت کے اثرات کو گوئٹے نے خود اپنے سوانح میں تسلیم کیا ہے۔ ہرڈر فارسی نہ جانتا تھا۔ لیکن چونکہ اخلاقی رنگ اس کی طبیعت پر غالب تھا اس واسطے سعدی کی تصانیف سے اُسے نہایت گہری دلچسپی تھی۔ چنانچہ گلستاں کے بعض حصوں کا اس نے جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ خواجہ حافظ کے رنگ سے اُسے چنداں لگاؤ نہ تھا۔ اپنے معاصرین کو سعدی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتا ہے "حافظ کے رنگ میں ہم بہت کچھ نغمہ سرائی کر چکے۔ اس وقت سعدی کے تلمذ کی ضرورت ہے" لیکن باوجود اس دلچسپی کے جو ہرڈر کو مشرقی لٹریچر سے تھی اس کے اپنے اشعار اور دیگر تصانیف پر مشرقی لٹریچر کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا علیٰ ہٰذا القیاس گوئٹے کا دوسرا معاصر شلر بھی جو مشرقی تحریک کے آغاز سے پہلے ہی مر چکا تھا مشرقی اثرات سے آزاد ہے۔ گو اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ اس کے ڈراما "توران دخت" کا پلاٹ مولٰنا نظامی کے افسانہ "دختر پادشاہ اقلیم چہارم (ہفت پیکر) سے لیا گیا ہے جس کا آغاز مولٰنا نے اس شعر سے کیا ہے ؎

"گفت کز جملۂ ولایتِ روس
بود شہرے بہ نیکوئی چو عروس"

۱۸۱۲ء میں فان ہیمر نے خواجہ حافظ کے دیوان کا پورا ترجمہ شائع کیا اور اسی ترجمے کی اشاعت سے جرمن ادبیات میں مشرقی تحریک کا آغاز ہوا۔ گوئٹے کی عمر اس وقت ۶۵ سال کی تھی اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ جرمن قوم کا انحطاط ہر پہلو سے انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ ملک کی سیاسی تحریکوں میں عملی حصہ لینے کے لئے گوئٹے کی فطرت موزوں نہ تھی

اور یورپ کی عام ہنگامہ آرائیوں سے بیزار ہو کر اس کی بے تاب اور بلند پرواز روح نے مشرقی فضا کے امن و سکون میں اپنے لئے ایک نشیمن تلاش کر لیا۔ حافظ کے ترنم نے اس کے تخیلات میں ایک ہیجانِ عظیم برپا کر دیا۔ جس نے آخر کار "مغربی دیوان" کی ایک پائدار اور مستقل صورت اختیار کر لی۔ مگر فان ہیمر کا ترجمہ گوئٹے کے لئے محض ایک محرک ہی نہ تھا بلکہ اس کے عجیب و غریب تخیلات کا ماخذ بھی تھا۔ بعض بعض جگہ اس کی نظم خواجہ کے اشعار کا آزاد ترجمہ معلوم ہوتی ہے اور بعض جگہ اس کی قوت تخیل کسی خاص مصرع کے اثر سے ایک نئی شاہراہ پر پڑ کر زندگی کے نہائت دقیق اور گہرے مسائل پر روشنی ڈالتی ہے۔ گوئٹے کا مشہور سوانح نگار بیل شوسکی لکھتا ہے:-

"بلبلِ شیراز کی نغمہ پردازیوں میں گوئٹے کو اپنی ہی تصویر نظر آتی تھی۔ اس کو کبھی کبھی یہ احساس بھی ہوتا تھا۔ کہ شاید میری روح ہی حافظ کے پیکر میں رہ کر مشرق کی سرزمین میں زندگی بسر کر چکی ہے۔ وہی زمینی مسرت، وہی آسمانی محبت، وہی سادگی، وہی عمق، وہی جوش و حرارت، وہی وسعتِ مشرب، وہی کشادہ دلی اور وہی قیود و رسوم سے آزادی! غرضکہ ہر بات میں ہم اسے حافظ کا مثیل پاتے ہیں۔ جس طرح حافظ لسان الغیب و ترجمانِ اسرار ہے اسی طرح گوئٹے بھی ہے اور جس طرح حافظ کے بظاہر سادہ الفاظ میں ایک جہانِ معنیٰ آباد ہے اسی طرح گوئٹے کے بیساختہ پن میں بھی حقائق و اسرار جلوہ افروز ہیں۔ دونوں نے امیر و غریب سے خراجِ تحسین وصول کیا۔ دونوں نے اپنے اپنے وقت کے عظیم الشان فاتحوں کو اپنی شخصیت سے متاثر کیا (یعنی حافظ نے تیمور[1] کو اور گوئٹے نے نپولین کو) اور دونوں عام تباہی اور بربادی کے زمانے میں طبیعت کے اندرونی اطمینان و سکون کو محفوظ رکھ کر اپنی قدیم ترنم ریزی جاری رکھنے میں کامیاب رہے"۔

[1] خواجہ حافظ اور تیمور کی ملاقات کی روائت صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ خواجہ کا انتقال تیموری فتحِ شیراز سے پہلے ہو چکا تھا۔

خواجہ حافظ کے علاوہ گوئٹے اپنے تخیلات میں شیخ عطار۔ سعدی فردوسی اور عام اسلامی لٹریچر کا بھی ممنونِ احسان ہے۔ ایک آدھ جگہ ردیف و قافیہ کی قید سے غزل بھی لکھی ہے۔ اپنی زبان میں فارسی استعارات بھی (مثلاً "گوہرِ اشعار" "تیرِ مژگاں" "زلفِ گرہ گیر") بے تکلف استعمال کرتا ہے بلکہ فارسیت کے جوش میں امرد پرستی کی طرف اشارات کرنے سے بھی احتراز نہیں کرتا۔ دیوان کے مختلف حصوں کے نام بھی فارسی ہیں۔ مثلاً مغنی نامہ۔ ساقی نامہ۔ عشق نامہ۔ تیمور نامہ۔ حکمت نامہ وغیرہ۔ باوجود ان سب باتوں کے گوئٹے کسی فارسی شاعر کا مقلد نہیں۔ اور اس کی شاعرانہ فطرت قطعاً آزاد ہے۔ مشرق کے لالہ زاروں میں اس کی نوا پیرائی محض عارضی ہے۔ وہ اپنی مغربیت کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیتا اور اس کی نگاہ صرف انہیں مشرقی حقائق پر پڑتی ہے۔ جن کو اس کی مغربی فطرت جذب کر سکتی ہے۔ عجمی تصوف سے اسے مطلق دلچسپی نہ تھی اور گو اسے یہ بات معلوم تھی کہ مشرق میں خواجہ حافظ کے اشعار کی تفسیر تصوف کے نقطۂ نگاہ سے کی جاتی ہے وہ خود تغزلِ محض کا دلدادہ تھا اور کلام حافظ کی صوفی تعبیر سے اسے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ مولینا روم کے فلسفیانہ حقایق و معارف اس کے نزدیک مبہم تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس نے رومی کے کلام پر غائر نگاہ نہیں ڈالی کیونکہ جو شخص سپنوزا (ہالینڈ کا ایک فلسفی جو مسئلہ وحدت الوجود کا قائل تھا) کا مداح ہو اور جس نے برونو (اٹلی کا ایک وجودی فلسفی) کی حمایت میں قلم اٹھایا ہو اس سے ممکن نہیں کہ رومی کا معترف نہ ہو۔

غرضکہ "مغربی دیوان" کی وساطت سے گوئٹے نے جرمن ادبیات میں عجمی روح پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بعد کے شعرا پلاٹن، روکرٹ اور بودن سٹاٹ نے اس مشرقی تحریک کو جس کا آغاز گوئٹے کے دیوان سے ہوا۔ تکمیل تک پہنچایا۔ پلاٹن نے ادبی اغراض کے لئے فارسی زبان سیکھی۔ قافیہ ردیف بلکہ ایرانی عروض کے قواعد کی

پابندی سے غزلیں لکھیں - رباعیاں لکھیں اور نپولین پر ایک قصیدہ بھی لکھا - گوئٹے کی طرح فارسی استعارات مثلاً "عروسِ گل" "زلفِ مشکیں" "لالہ عذار" کو بے بھی بے تکلف استعمال کرتا ہے - اور تغزلِ محض کا دلدادہ ہے - روکرٹ عربی - فارسی سنسکرت تینوں مشرقی زبانوں کا ماہر تھا - اس کی نگاہ میں فلسفہ رومی کی بڑی وقعت تھی اور اس کی "غزلیات" زیادہ تر مولٰنا روم ہی کی تقلید میں لکھی گئی ہیں چونکہ السنۂ مشرقیہ کا عالم تھا اس لئے اس کی مشرقی نظم کے مواخذ بھی وسیع تر تھے - مخزن الاسرار نظامی بہارستانِ جامی - کلیاتِ امیر خسرو - گلستان سعدی - مناقب العارفین عیارِ دانش منطق الطیر - ہفت قلزم وغیرہ جہاں جہاں سے حکمت کے موتی ملتے ہیں رول لیتا ہے - بلکہ اسلام سے پہلے کی ایرانی روایات و حکایات سے بھی اپنے کلام کو زینت دیتا ہے - اسلامی تاریخ کے بعض واقعات بھی اس نے خوب نظم کئے ہیں - مثلاً محمود غزنوی کی موت - محمود کا حملہ سومنات - سلطانہ رضیہ وغیرہ - گوئٹے کے بعد سب سے زیادہ مقبول مشرقی رنگ کا شاعر بوڈن سٹاٹ ہے جس نے اپنی نظموں کو مرزا شفیع کے فرضی نام سے شائع کیا - یہ چھوٹا سا مجموعہ اس قدر مقبول ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں ۱۴۰ دفعہ شائع ہوا - اس شاعر نے عجمی روح کو اس خوبی سے جذب کیا ہے کہ جرمنی میں مرزا شفیع کے اشعار کو لوگ دیر تک فارسی نظم کا ترجمہ تصور کرتے رہے - بوڈن سٹاٹ نے امیر معزی اور انوری سے بھی استفادہ کیا ہے -

اس سلسلے میں میں نے گوئٹے کے مشہور معاصر ہائنا کا ذکر ارادۃً نہیں کیا - اگرچہ اس کے مجموعۂ اشعار موسوم بہ "اشعار تازہ" میں عجمی اثر نمایاں ہے اور محمود و فردوسی کے قصے کو بھی اس نے نہایت خوبی سے نظم کیا ہے تاہم بحیثیت مجموعی مشرقی تحریک سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور اس کی رائے میں گوئٹے کے "مغربی دیوان" کے سوا اسے جرمن شعرا کا مشرقی کلام کوئی بڑی وقعت نہیں رکھتا - لیکن عجمی جادو کی گرفت سے

جرمنی کے اس آزاد رو شاعر کا دل بھی بچ نہ سکا۔ چنانچہ ایک مقام پر اپنے آپ کو عالمِ خیال میں ایک ایرانی شاعر تصور کرتے ہوئے جس کو جرمنی میں جلاوطن کر دیا گیا ہو لکھتا ہے:۔

"اے فردوسی! اے جامی! اے سعدی! تمہارا بھائی زندانِ غم میں اسیر شیراز کے پھولوں کے لئے تڑپ رہا ہے۔"

کم درجے کے شعرا میں خواجہ حافظ کا مقلد ڈومر۔ ہرمن ستال۔ لوشکے۔ سٹائگ لٹز۔ لنٹ ہولڈ اور فان شاک بھی قابل [illegible] اور علمی دنیا میں اونچا پایہ رکھتا تھا۔ اس کی نظمیں قصہ النسا [illegible] وفات وقت مشہور ہیں۔ اور بحیثیت مجموعی اس [illegible] میں عمر خیام کا اثر زیادہ نمایاں ہے۔ لیکن مشرقی تحریک کی پوری تاریخ لکھنے اور [illegible] شعرا کا مفصل مقابلہ کرکے عجمی اثرات کی صحیح وسعت معلوم کرنے [illegible] ضرورت ہے جس کے لئے نہ وقت میسر ہے نہ سامان۔ [illegible] نوجوان کے دل میں تحقیق و تدقیق کا جوش پیدا کر دے۔

"پیامِ مشرق" کے متعلق جو مغربی دیوان سے سو سال بعد لکھا گیا ہے مجھے کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود اندازہ کر لیں گے۔ کہ اس کا مدعا زیادہ تر ان اخلاقی مذہبی اور ملی حقائق کو پیشِ نظر لانا ہے جن کا تعلق افراد و اقوام کی باطنی تربیت سے ہے۔ اس سے سو سال پیشتر کی جرمنی اور مشرق کی موجودہ حالت میں کچھ نہ کچھ مماثلت ضرور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقوامِ عالم کا باطنی اضطراب جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہم محض اس واسطے نہیں لگا سکتے کہ خود اس اضطراب سے متاثر ہیں ایک بہت بڑے روحانی اور تمدنی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ یورپ کی جنگِ عظیم ایک قیامت تھی جس نے پرانی دنیا کے نظام کو قریباً ہر پہلو سے فنا کر دیا ہے۔ اور

[illegible] جن کی عمدہ [illegible] نظر رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اس وقت دنیا میں اور بالخصوص ممالک مشرق میں ہر ایسی کوشش جس کا مقصد افراد و اقوام کی نگاہ کو جغرافیائی حدود سے بالاتر کر کے ان میں ایک صحیح اور قوی انسانی سیرت کی تجدید یا تولید ہو۔ قابل احترام ہے۔ اسی بنا پر میں نے ان چند اوراق کو اعلیحضرت فرمانروائے افغانستان کے نام نامی سے منسوب کیا ہے کہ وہ اپنی فطری ذہانت و فطانت سے اس نکتے سے بخوبی آگاہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور افغانوں کی تربیت انہیں خاص طور پر مد نظر ہے۔ اس عظیم الشان کام میں خدا تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہو۔

آخر میں اپنے دوست چوہدری محمد حسین صاحب ایم۔ اے کا سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے [illegible] اشاعت کے لئے مرتب کیا۔ اگر وہ یہ زحمت گوارا نہ فرماتے تو غالباً اس مجموعے کی اشاعت میں بہت تعویق ہوتی۔

اقبال

اب تہذیب و تمدن کے خاکستر سے فطرت زندگی کی گہرائیوں میں ایک نیا آدم اور اس کے رہنے کے لئے ایک نئی دنیا تعمیر کر رہی ہے جس کا ایک دھندلا سا خاکہ ہمیں حکیم آئن سٹائن اور برگساں کی تصانیف میں ملتا ہے۔ یورپ نے اپنے علمی اخلاقی اور اقتصادی نصب العین کے خوفناک نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے ہیں اور سائنر نٹی (سابق وزیر اعظم اطالیہ) سے "انحطاط فرنگ" کی دلخراش داستان بھی سن لی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کے نکتہ رس مگر قدامت پرست مدبرین اس حیرت انگیز انقلاب کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے جو انسانی ضمیر میں اس وقت واقع ہو رہا ہے۔ خالص ادبی اعتبار سے دیکھیں تو جنگ عظیم کی کوفت کے بعد یورپ کے قوائے حیات کا اضمحلال ایک صحیح اور پختہ ادبی نصب العین کی نشوونما کے لئے نامساعد ہے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ اقوام کے طبائع پر وہ فرسودہ اور سست رگ عجمیت اور زندگی کی دشواریوں سے گریز کرنے والی عجمیت غالب نہ آجائے جو جذبات قلب کو افکار دماغ سے تمیز نہیں کر سکتی۔ البتہ امریکہ مغربی تہذیب کے عناصر میں ایک صحیح عنصر معلوم ہوتا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ وہ ملک قدیم روایات کی زنجیروں سے آزاد ہے اور اس کا اجتماعی وجدان نئے اثرات و افکار کو آسانی سے قبول کر سکتا ہے۔

مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے مگر اقوام مشرق کو یہ محسوس کر لینا چاہئے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔ فطرت کا یہ اٹل قانون جس کو قرآن نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور میں نے اپنی فارسی

پیش کش

بحضور اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خان
فرمان روائے دولت مستقلۂ افغانستان

خلد اللہ ملکہ و اجلالہ

ای امیر کامگار ای شہریار | نوجوان و مثل پیران پختہ کار

چشم تو از پردگیہا محرم است | دل میان سینہ ات جام جم است

عزم تو پایندہ چون کہسار تو | حزم تو آسان کند دشوار تو

ہمت تو چون خیال من بلند | ملت صد پارہ را شیرازہ بند

هدیه از شاهنشهان داری بسے / لعل و یاقوتِ گران داری بسے

اے امیر ابنِ امیر ابنِ امیر

هدیهٔ از بینوائے هم پذیر

تا مرا رمزِ حیات آموختند / آتشے در سینه‌ام افروختند

یک نوائے سینه تاب آورده‌ام / عشق را عهدِ شباب آورده‌ام

پیرِ مغرب شاعرِ المانوی[1] / آن قتیلِ شیوه‌هائے پهلوی

بست نقشِ شاهدانِ شوخ و شنگ / داد مشرق را سلامے از فرنگ

در جوابش گفته‌ام پیغامِ شرق / ماهتابے ریختم بر شامِ شرق

تا شناسائے خودم خودبین نیم / با تو گویم او که بود و من کیم

او ز افرنگی جوانان مثلِ برق / شعلهٔ من از دمِ پیرانِ شرق

او چمن زادے چمن پروردهٔ / من دمیدم از زمینِ مردهٔ

او چو بلبل در چمن فردوسِ گوش / من بصحرا چون جرس گرمِ خروش

(۱) شاعرِ المانوی - گوئٹے

هردو دانای ضمیرِ کائنات — هردو پیغامِ حیات اندر ممات

هردو خنجر صبح خند آئینه فام — او برهنه من هنوز اندر نیام

هردو گوهر ارجمند و تاب دار — زادهٔ دریای ناپیدا کنار

او ز شوخی در تهِ قلزم تپید — تا گریبانِ صدف را بردرید

من به آغوشِ صدف تابم هنوز — در ضمیرِ بحر نایابم هنوز

آشنای من ز من بیگانه رفت — از خمستانم تهی پیمانه رفت

من شکوهِ خسروی او را دهم — تختِ کسری زیرِ پای او نهم

او حدیثِ دلبری خواهد ز من — رنگ و آبِ شاعری خواهد ز من

کم نظر بیتابیِ جانم ندید — آشکارم دید و پنهانم ندید

فطرتِ من عشق را در بر گرفت — صحبتِ خاشاک و آتش در گرفت

حق رموزِ ملک و دین بر من گشود — نقشِ غیر از پردهٔ چشمم ربود

برگِ گل رنگین ز مضمونِ من است — مصرعِ من قطرهٔ خونِ من است

تا نپنداری سخن دیوانگیست — در کمالِ این جنون فرزانگیست
از هنر سرمایه دارم کرده اند — در دیارِ هند خوارم کرده اند
لاله و گل از نوایم بی نصیب — طایرم در گلستانِ خود غریب
بسکه گردونِ سفله و دون پرور است
وای بر مردی که صاحب جوهر است

دیدهٔ ای خسروِ کیوان جناب — آفتابِ ما توارت بالحجاب
ابطحی در دشتِ خویش از راه رفت — از دمِ او سوزِ الا الله رفت
مصریان افتاده در گردابِ نیل — سست رگ تورانیانِ ژنده پیل
آلِ عثمان در شکنجِ روزگار — مشرق و مغرب ز خونش لاله زار
عشق را آئینِ سلمانی نماند — خاکِ ایران ماند و ایرانی نماند
سوز و سازِ زندگی رفت از گلش — آن کهن آتش فسرد اندر دلش
مسلمِ هندی شکم را بندهٔ — خود فروشی دل ز دین برکندهٔ

در مسلماں شانِ محبوبی نماند
خالدؓ و فاروقؓ و ایوبیؔ نماند

اے ترا فطرت ضمیرِ پاک داد
از غمِ دیں سینۂ صد چاک داد

تازہ کن آئینِ صدیقؓ و عمرؓ
چوں صبا بر لالۂ صحرا گذر

ملتِ آوارۂ کوہ و دمن
در رگِ او خونِ شیراں موجزن

زیرک و روئیں تن و روشن جبیں
چشمِ او چوں جرّہ بازاں تیزبیں

قسمتِ خود از جہاں نایافتہ
کوکبِ تقدیرِ او ناتافتہ

در قہستاں خلوتے ورزیدۂ
رستخیزِ زندگی نادیدۂ

جانِ تو بر محنتِ پیہم صبور
کوش در تہذیبِ افغانِ غیور

تا ز صدیقانِ ایں امت شوی
بہرِ دیں سرمایۂ قوّت شوی

زندگی جہد است و استحقاق نیست
جز بعلمِ انفس و آفاق نیست

گفت حکمت را خدا خیرِ کثیر — هر کجا این خیر را بینی بگیر

سیدِ کل، صاحبِ ام الکتاب — پردگیها بر ضمیرش بی‌حجاب

گرچه عینِ ذات را بی‌پرده دید — رَبِّ زِدنی از زبانِ او چکید

علمِ اشیا علّم الاسماستی — هم عصا و هم یدِ بیضاستی

علمِ اشیا داد مغرب را فروغ — حکمتِ او ماست می‌بندد ز دوغ

جانِ ما را لذتِ احساس نیست — خاکِ ره جز ریزهٔ الماس نیست

علم و دولت نظمِ کارِ ملت است — علم و دولت اعتبارِ ملت است

آن یکی از سینهٔ احرار گیر — این دگر از سینهٔ کهسار گیر

دشنه زن در پیکرِ این کائنات — در شکم دارد گهر چون سومنات

لعلِ ناب اندر بدخشانِ تو هست
برقِ سینا در قهستانِ تو هست

کشورِ محکم اساسی بایدت — دیدهٔ مردم شناسی بایدت

اے بسا آدم کہ ابلیسی کند   اے بسا شیطاں کہ ادریسی کند

رنگِ او نیرنگ و بودِ او نبود   اندرونِ او چو داغِ لالہ دود

پاکباز و کعبتینِ او دغل   ریمن و غدر و نفاق اندر عمل

درنگر اے خسروِ صاحب نظر   نیست ہر سنگے کہ می تابد گہر

مرشدِ رومی حکیمِ پاک زاد   سرِ مرگ و زندگی برما گشاد

ہر ہلاکِ امتِ پیشیں کہ بود

زانکہ بر جندل[1] گماں بردند عود   (رومی)

سروری در دینِ ما خدمت گری است   عدلِ فاروقی و فقرِ حیدری است

در ہجومِ کارہائے ملک و دیں   با دلِ خود یک نفس خلوت گزیں

ہر کہ یک دم در کمینِ خود نشست   ہیچ نخچیر از کمندِ او نجست

در قبائے خسروی درویش زی   دیدہ بیدار و خدا اندیش زی

قایدِ ملت شہنشاہِ مراد   تیغِ او را برق و تندر خانہ زاد

[1] جندل ۔ پتھر

هم فقیری هم شهِ گردون فری — اردشیری با روانِ بوذری

غرق بودش در زره بالا و دوش — در میانِ سینه دل موئینه پوش

آن مسلمانان که میری کرده اند — در شهنشاهی فقیری کرده اند

در امارت فقر را افزوده اند — مثلِ سلمان در مدائن بوده اند

حکمرانی بود و سامانی نداشت — دستِ او جز تیغ و قرآنی نداشت

هر که عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست — بحر و بر در گوشهٔ دامانِ اوست

سوزِ صدیق و علی از حق طلب — ذرهٔ عشقِ نبی از حق طلب

زانکه ملت را حیات از عشقِ اوست — برگ و سازِ کائنات از عشقِ اوست

جلوهٔ بے پردهٔ او وانمود — جوهرِ پنهاں که بود اندر وجود

روح را جز عشقِ او آرام نیست — عشقِ او روزیست کو را شام نیست

خیز و اندر گردش آور جامِ عشق
در قهستان تازه کن پیغامِ عشق

اقبال

بسم الله الرحمن الرحيم

لالهٔ طور

(۱)

شهيد ناز او بزم وجود است
نياز اندر نهاد هست و بود است
نمی بينی که از مهر فلک تاب
به سيمای سحر داغ سجود است

(۲)

دل من دشمن از سوز درون است
[illegible] من از آتش [illegible] است
جهان [illegible] بیاد
[illegible] عشق [illegible] است

---

(۳)

بیا غافل [illegible] درد دل عشق
بیا غافل غم [illegible] است
شعاع مهر [illegible] عشق
[illegible]

(۹)

شاهان را بساط بزم عشق

پیروان را بپا ... عشق

...

---

(۱۰)

بلبل لاله رنگ‌آمیزی عشق

جان با بلا آمیزی عشق

بیابان با ... کاران را و اشکارا من

زرشک ... تیغ خونریزی عشق

(۶)

بجز کس از جنبش باد آزاد است

نه باید کس جنبش باد آمده است

بر [illegible] باد از غم [illegible] است

[illegible] بیتابان [illegible] آزاد است

---

(۷)

در پیش بتان پیشانیم

نی دانم من چه چاره چه پیش آیم

با [illegible] آرزو باید

[illegible] سوز و ساز آرایم

(۲۰)

جهان مشتی گل و دل حاصل اوست
همی یک قطره خون مشکل اوست
[illegible] الفت و درد
[illegible] در دل دوست

(۲۱)

سحرگی گفت بلبل باغبان را
درین گل جز نهال غم نگیرد
به پیری می رسد خار بیابان
ولی گل چون جوان گردد بمیرد

(۱۰)

جهان یا کہ تا بود است و پیش

[illegible] را پیوند و بیش

زبان تو ام [illegible]

[illegible]

(۱۱)

نوای عشق را ساز است آدم

گشاید راز و خود راز است آدم

جهان او آفرید این خوبتر ساخت

مگر با ایزد انباز است آدم

(۱۲)

من آن بحرم که شب آغاز کردم

همه راز غم بستان را ز کردم

گره‌ها بسته بستم از دل برون

ان را به یک ... ها را باز کردم

(۱۳)

دلا تا زاری پروانه تا کی

یکی شمع و دو پروانه تا کی

بیا خود را بسوز از آتش عشق

جدا از آتش یگانه تا کی

(۱۴)

تنی پیدا کن از مشت غباری
تنی محکمتر از سنگین حصاری
درون او دل درد آشنائی
چو جوئی در کنار کوهساری

---

(۱۵)

ز آب و گل خدا خوش پیکری ساخت
جهانی از ارم زیباتری ساخت
ولی ساقی بآن آتش که دارد
ز خاک من جهان دیگری ساخت

(۱۴)

[illegible]

---

(۱۵)

[illegible]

(۱۸)

[illegible]

اگر شب [illegible] از چشم آهوست

[illegible]

(۱۹)

[illegible]

(۲۰)

چه لذت یابد از باران [illegible] شب اول [illegible]

[illegible] شیخ [illegible] است

دل ما [illegible] شاخ را چون غنچه [illegible]

[illegible] دو دوا [illegible] است

[illegible]

(۲۱)

[illegible] آدمی گرفت

شنیدم [illegible] سر را

[illegible] از زندگی [illegible] حسن [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲۲)

مسلمانان مرا ترخیست در دل

که روشن‌تر ز جان جبرئیل است

بپا دارم از آن آرزو نبادا وان

که بیمار نرگس ازان خلیل است

---

(۲۳)

بگوشت بیاری ای غزال ای غزالان

ز تنبک گذاری ای غزال ای فسنی

و ما دم آرزوها ای

که نوازی ای غزال ای غزالان

(۴۴)

بگردون رفت ز دود و آه و [illegible] آنی
[illegible] ز آتش [illegible] آسمانی
دلی از درد [illegible] پیش [illegible] چون آتش فشانی
[illegible]

---

(۴۵)

سحر [illegible] شاخساران [illegible]
[illegible] گفت [illegible] داری
[illegible]
[illegible] ناله و آه و فغانی

(۳۶)

ترا یک نکته بس است از سر کویم
اگر در سر حیات از من بگیری
بجای جان به تن جانانه داری
بجای جان به تن از کی بگیری

(۳۷)

بلبل از قفس آن باغ پریدم
بیت شعر آواز آن گلشن
من آن یک دانه از دام
سر به پنجه شعله آتش

(۳۰)

[illegible]

---

(۳۱)

[illegible]

(۱۰۳)

بهمن شیخ را غلط پیش بهشتی گرفت

[illegible]

سرشته از گل تر انسیدم نشانش

پاسخ [illegible]

(۱۰۴)

[illegible]

زبان ان چنین با [illegible]

[illegible]

(مصرع)

[illegible]

(مصرع)

[illegible]

(۳۴)

[illegible] بلبل [illegible]

[illegible] بستان و [illegible]

[illegible]

(۳۵)

اگر در دشت [illegible] خاک [illegible]

دل صد پاره [illegible]

[illegible]

(۴۳)

[illegible]

---

(۴۴)

[illegible]

(۳۸)

چون پای رسی میان سینه دل صد پیش

[illegible] سخن پیدا کرده دل خاک

از ذوق پیش دل [illegible]

[illegible] پیش افتاده گل [illegible]

---

(۳۹)

[illegible]

در گفت او [illegible] افتاده [illegible]

بنگاه شوق در آن سخن افتاده است

به [illegible] دو [illegible]

دل [illegible]

(۲۰)

[illegible] سیه کاری

[illegible] باری

[illegible]

---

(۲۱)

[illegible] سر او ل

[illegible]

[illegible] داد

(۴۲)

سر سخن را

بخود باز آورد و [illegible] سر دوم

که بنا کرد سخن در جام [illegible]

سخن باید چو بلبل [illegible] سر دوم

[illegible]

---

(۴۳)

[illegible]

شاهد [illegible]

روان قطره است [illegible]

بلبل عشق [illegible]

(۱۰۳)

[illegible] است
[illegible] است
[illegible]
[illegible] است

(۱۰۴)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] است

(۶۴)

[illegible]

---

(۶۵)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۰)

ای شدی از دور آوازت پدید [illegible]

[illegible]

(۵۱)

[illegible]

[illegible]

(٢٤)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(٢٥)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۴)

من از [illegible]

[illegible]

(۵۵)

[illegible]

بمن [illegible]

[illegible]

(۵۰)

[illegible]

(۵۱)

ای شیخ [illegible]

با عشق [illegible]

(۵۸)

چو تا [illegible] از خود بگیرد و قطرهٔ آب [illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۵۹)

من [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲۰)

بیا ازین [illegible] سبکسار گرانجانست

بلای زندگانی [illegible] است

[illegible] بیش [illegible] دید

[illegible] عطا [illegible]

[illegible] باده [illegible]

---

(۲۱)

[illegible] سراسر

سراپا عشق [illegible]

بجان [illegible] بادان [illegible]

[illegible] زدم [illegible] سلام

[illegible]

(۶۲)

گر از قدرها ست زندگانی

پیشوا هائی که نیست

در ذوق آمد است

تن پیش من آمدنیست

(۶۳)

گر دوستی که بیاید

ببین آن دوستی را

پیش آنان

زان پیش تر

(۴۶)

دوا با آشنا بیگانه دارد [illegible]

نگارش [illegible]

---

(۴۵)

[illegible] عشق [illegible]

[illegible]

در این سفینه [illegible]

[illegible] پایان ندارد

[illegible]

(۲۶)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۲۷)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۶۸)

جهان آن که با کرم بایدت شغل داد

چو پای دریچه ام آن غزالان است

دل از آن غزالان آرمیده بی

(۶۹)

جهان حسن چمن را است

زبان غنچه با صبا گل است

چه میبرم از صبا تا که ما

از بعد گلستان

(۴۰)

الحق

بیا یا آنچه هست این و آن است

درون لاله آتش بی سوز نهان است

درین باغ چمن پیچیده بلبل است

رقم ...

(۴۱)

به نقاشی که شیرینی و من مست تو باشم

ز لطفت ... دو سر تا پایم

سراپا ... تو در ... بیایم

(۳۰)

[illegible]

---

(۳۱)

[illegible]

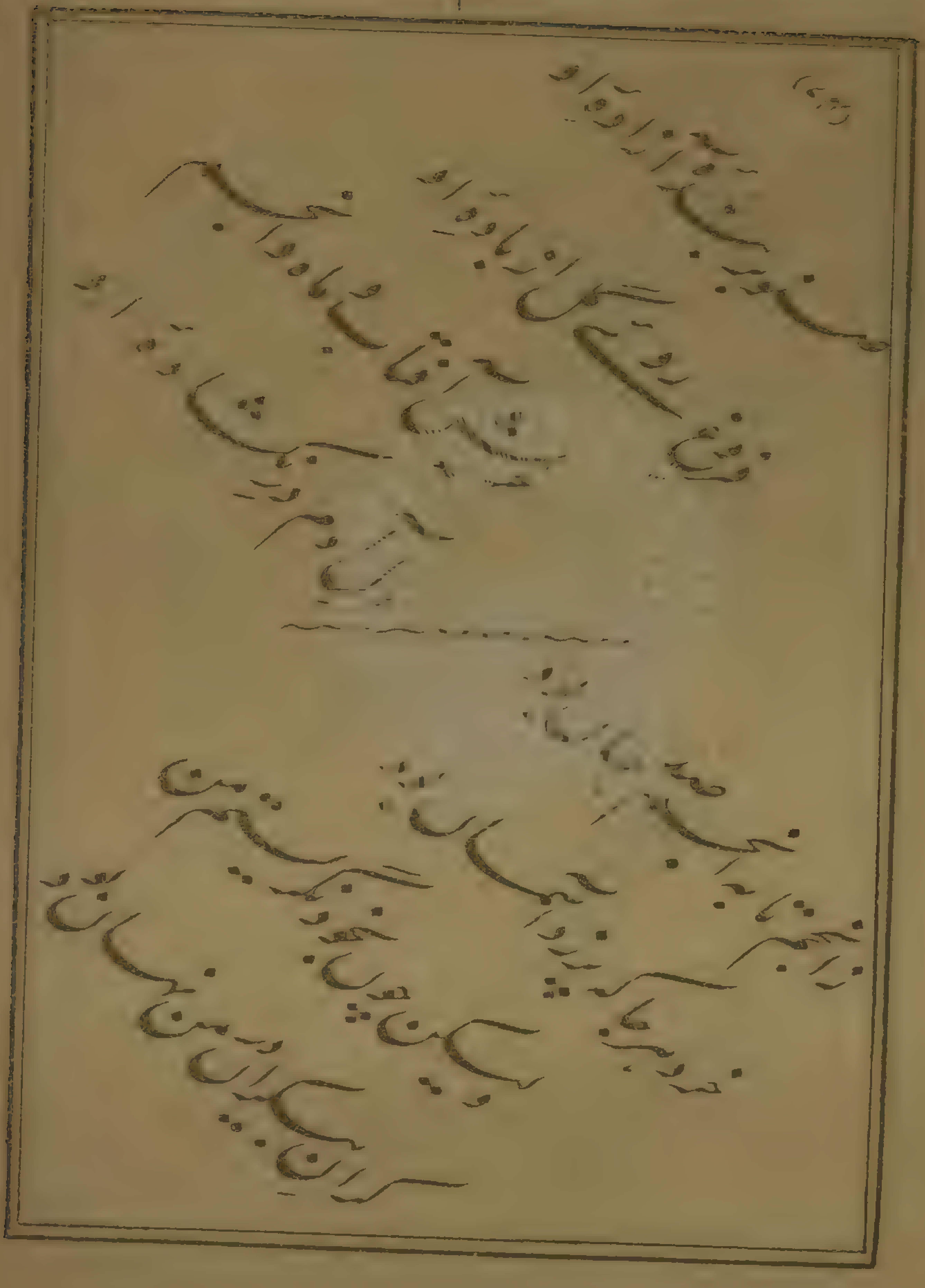

(۶۹)

[illegible]

[illegible]

(۷۰)

[illegible]

(۲۸)

نادر است از جهان ار جمعیتی

جهان بجانی و از جهان بار زمین

بار از شد و هم ... زمین

[illegible]

(۲۹)

نفس آشفته موجی از دم اوست

بخت ما خفته سبکبار از دم اوست

سبب جنبش ما از دم اوست

سر ما را

(۶۰)

[illegible]

---

(۶۱)

[illegible]

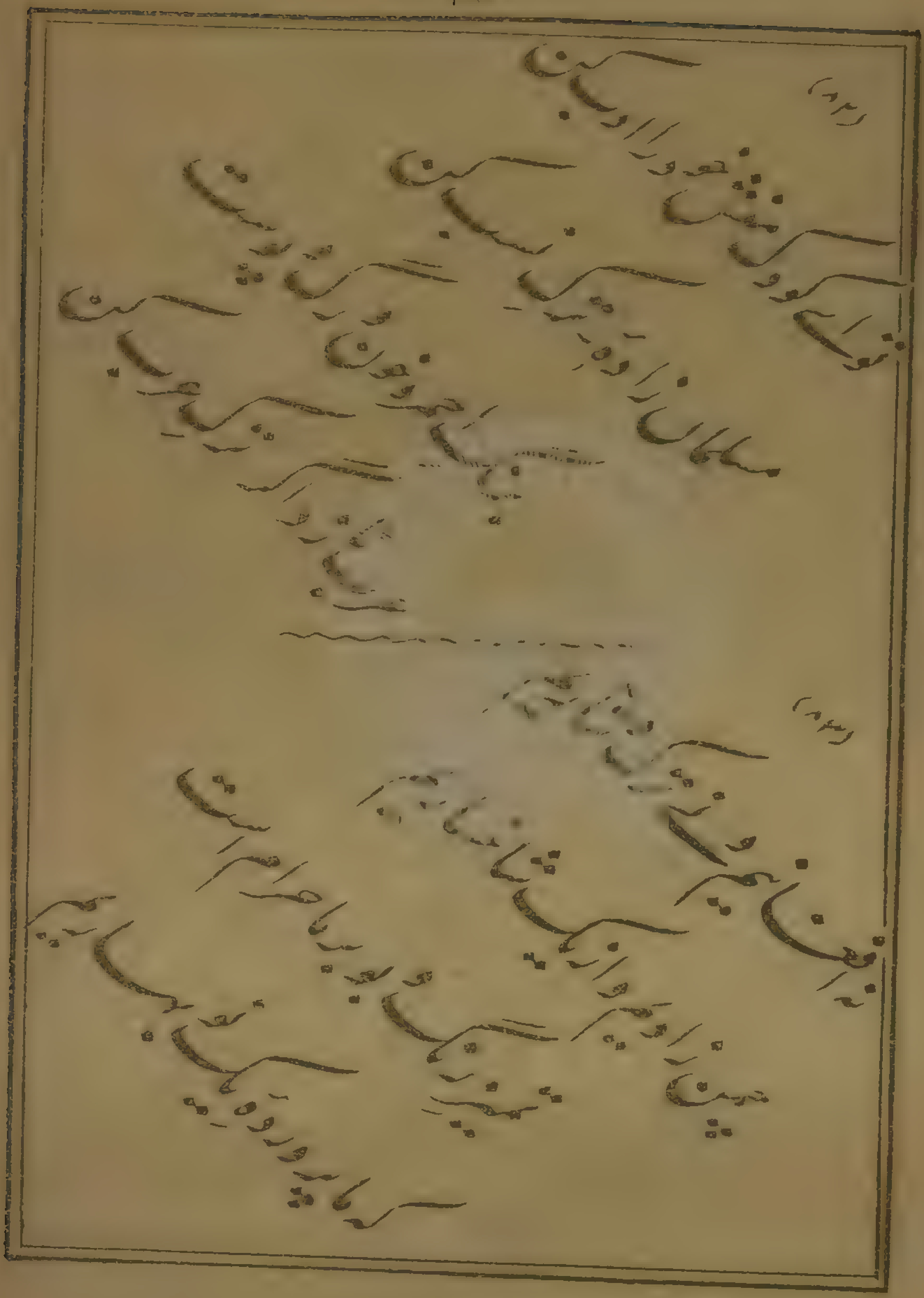
(۳۲)
(۳۳)

(٨٤)

نهان در سینهٔ ما عالمی هست
بخاک ما دلی در دل غمی هست
ازان صهبا که جان را بر فروزد
هنوز اندر سبوی ما نمی هست

(٨٥)

دل من اے دل من اے دل من
یم من کشتی من ساحل من
[illegible] آخر [illegible]
[illegible] غنچه [illegible] آب و گل من

(۸۶)

چه خوش است که رشته و گل عشق است

زبان از روی سخن جهان است

بزن از شاخ غنچه بهار را گل

ز روی گل ببار ای غنچه باران

---

(۸۷)

که در ره عشق

گر دارد و طالب

دل طالب ... ای عاشقان

سر گل ... ما نه ناز دارد

بیک تابی

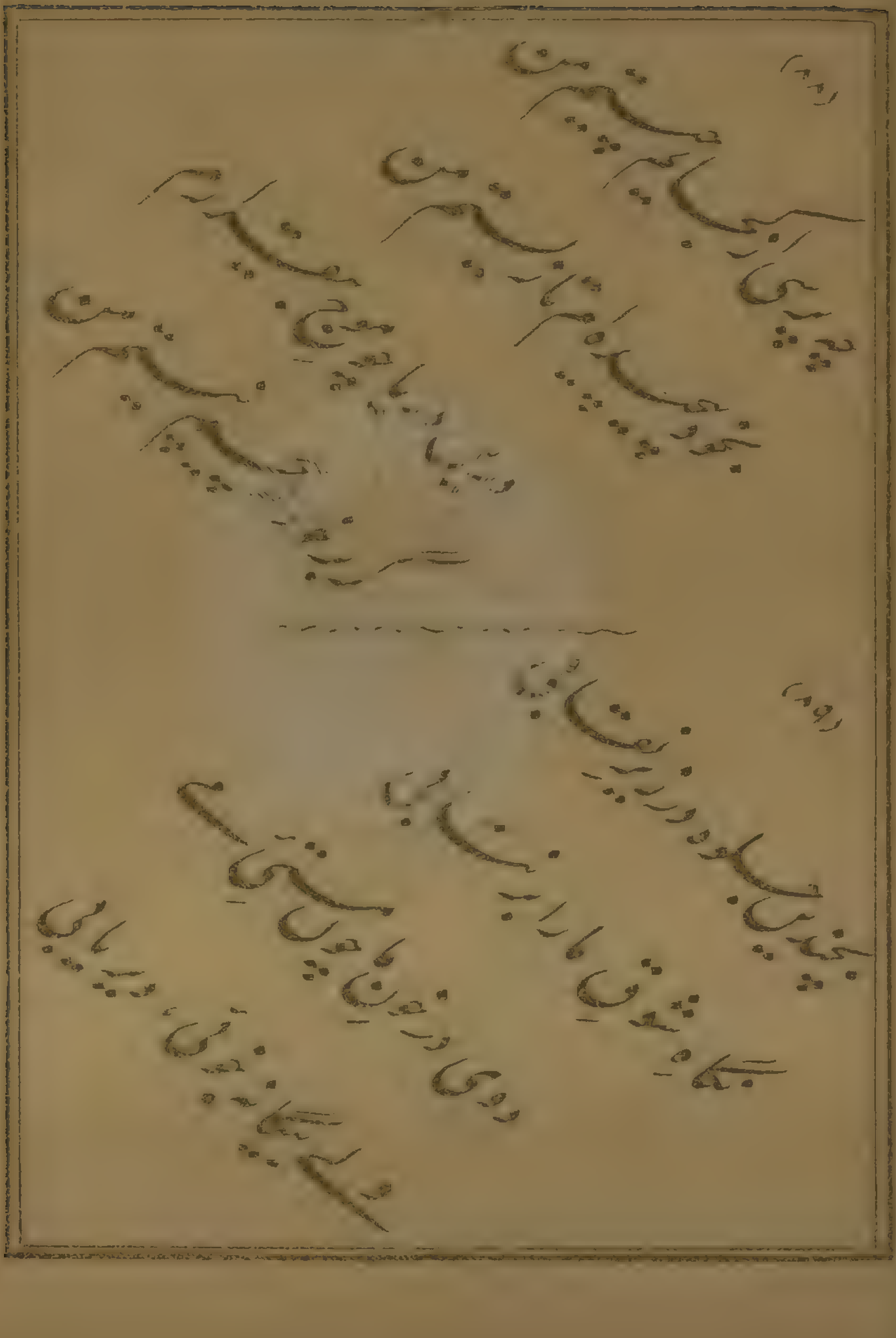
(۸۸)
(۸۹)

(۹۰)

[illegible]

---

(۹۱)

[illegible]

(۹۲)

تن [illegible] عشقم [illegible]

هر این نالهٔ [illegible]

[illegible] از عشقش [illegible]

[illegible]

---

(۹۳)

نه من بر مرکب بختی سوارم

نه از دلبستگان شهریارم

هر آسایش [illegible]

[illegible] بی‌قرارم

(۹۴)

کمال زندگی خواهی بیاموز
گشادن چشم و فرو خوردن بستن
فرو بردن جهان را چون دم آب
الا سر زیر بالا در شکستن

---

(۹۵)

تو می گویی که آدم خاکزاد است
اسیر عالم کون و فساد است
ولی فطرت ز اعجازی که دارد
بنای بحر بر جوشش نهاد است

(۹۴)

[illegible]

(۹۵)

[illegible]

(۹۸)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۹۹)

چنان [illegible]

چنان [illegible]

چنان [illegible]

چنان [illegible]

(۱۰۰)

پیوسته [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱۰۱)

جهان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۰۲)

چنان است آفتاب جمال کسی

که چشم من از آن تو

باین دوری که چشم بسمل از تغافل آن دوا

ز دل آه بر سرکشان

---

(۱۰۳)

در آتش از ستیزه چو دنیا بی تاب

از قیس غم اب است

باده که ز افسانه کار از ناز آید

سر آب شراب است

(۱۰۴)

بنالم [illegible] و دل [illegible] نالد

[illegible] آتش [illegible] دل [illegible] نالد

[illegible]

[illegible]

---

(۱۰۵)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۰۰۴)

[illegible]

(۱۰۰۵)

[illegible]

(۱۰۰)

والا در بیابانست از نفحهٔ دریابد
[illegible]
[illegible]
[illegible]

---

(۱۰۱)

دل باغ و [illegible] داغ است
[illegible]
گل از صبا [illegible]
[illegible] دل از داغ [illegible] داغ است

(۱۱۰)

ز خاک در گلستان غنچه برست
از خواب چو چشم نرگس مست نشست
شوخی ز بیخودی آمد بیدار
زمان یافت صراحی جست

(۱۱۱)

جهان کز خود بدار و بسگالست
بیماری ز روی جنت راست
ز آتش عدم ز دیده بگریخت
گرفت اندر دل و هم پناه

(۲۱۱)

دل من از دو آن چشم بیمار است

پنداری که کاکل سرگران است

ـــــــــــــــــــــــــــــ

(۲۱۲)

گل رعنا چو من در چنگل بهست

سر زلف تو ... دل بست

زبان ... دل

(۱۱۴)

مزاج لاله نو دوستان شناسم
بتان جز اندر کلالان را بتشناسم
ازان ار و مرا تیغ چمن دوست
تا سر من نشیمنکی او شتاسم

---

(۱۱۵)

جهان یکسر نشیمن از ار بابت
بروز پیش تا آزاد زاربت
بچشم بر چیت بود و دابت
که از آن کان زرنت

(۱۱/۶)

دل من سلسله زلف تو از دست

در دوران بینیم من طلب و دست

بتی از شب اسن تیره ای

بمن

(۱۱/۸)

دوام ما ز سوز تنهائیم است

چه باک از بلایای ما و ما مشرق بینی

چنین سال کرد و مرا

بینیم

(۱۱۸)

رنج از بهر [illegible] است ای ز غفلت [illegible]

گر از [illegible] پیش یاران [illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱۱۹)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۲۰)

بهار [illegible] گل من

[illegible] بی گل من

[illegible] دوست

[illegible] دل من

(۱۲۱)

[illegible]

هزاران سال [illegible]

[illegible]

(۱۳۲)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۱۳۳)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۱۲۳)

[illegible]

(۱۲۴)

[illegible]

(۱۳۶)

بچشمم واری خیالت دل دو نیست
که دل در حلقه بود و چشم نیست
[illegible] نظر از چشم دل
[illegible] دل با [illegible] نیست

(۱۳۷)

[illegible] ای دل تا بنشینی [illegible]
ز تیغ شهان نو شنیدم
درون سینه‌ام باشی پس از [illegible]
من از دست تو در امید و بیم

(۱۲۸)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

---

(۱۲۹)

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۱۳۰)

[illegible]

(۱۳۱)

[illegible]

(۳۲)

زبیں از روان آن کمسان کی

بش چ زیراز مکان کی

مکان را سوسے غزال وشت

[illegible]

---

(۳۳)

تنگ تنگان عجز از کس نیست

نازان ہے نتان عجز از کس نیست

ذو سیر بیابان زندہ ور دہ نیست

[illegible] عجز از کس نیست

(۲۴)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۲۵)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۳۴۶)

یادی که دل ز یار کسی بیشتر من
[illegible] با دل ز [illegible] یار و وادی
نبات [illegible] شاخ آرزو [illegible] بیشتر من
[illegible] کوی [illegible]

(۱۳۰۳)

بیش من جهان کسی [illegible]
[illegible] سود است
[illegible] دل از نگه [illegible]
[illegible] آرزو [illegible]

(۱۳۸)

مرا از [illegible] آسمانی نیست

دل و از غم [illegible] رنگین هست

[illegible] جنبان و [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۳۹)

[illegible] محفل [illegible]

نوا مستانه در [illegible]

شب از زلف نگارین [illegible] صبا [illegible]

دل از نور [illegible] ایدل [illegible]

[illegible]

(۱۲۰)

عجب از نغمهٔ [illegible] ستان [illegible] پیش

ستان [illegible] [illegible] پیش

[illegible] [illegible] درویش

[illegible] [illegible] کاروان [illegible]

(۱۲۱)

عجب از نغمهٔ [illegible] جان است

صدای [illegible] کاروان [illegible]

[illegible] زخمه [illegible]

[illegible] محمل گران است

۵۱ نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمه کم یابی   حُدی را تیز تر میخوان چو محمل را گران بینی (عرفی)

(۱۳۲)

ز جان بیقرار آتش ستادم
دل در سینه مستی بیشتر از باده دارم
کشکول سلسله زلف زاده

(۱۳۳)

ما تشنه ز نسیم آواره رفته
دلم از من گل صد پاره کرده
ببین آرام سرم از جان زاده

(۱۳۴)

دل عالم ز سوز من طپید است
ز چشمش اشک بیتابم چکید است
بیزدان روز محشر هم فرو ماند
جهان را از نگاه من پدید است

(۱۳۵)

ز شاخ آرزو بر خورده‌ام من
بهار زندگی پی برده‌ام من
بس از باغبان این ذوق انداز
که در جیبم بهار آورده‌ام من

(۱۶۰) بهر دل عشق رنگ [illegible] — [illegible] با گل [illegible]

مرا از [illegible] [illegible] داد — [illegible] را با خود [illegible] [illegible]

(۱۲۷۱)

حیا پاکیزه‌تر کرد از گل فردوس [illegible]

[illegible] مضمون [illegible] [illegible] [illegible]

(۱۲۷۲)

عجب [illegible] حسرت ناپیدا کنار است

[illegible] الماس [illegible] [illegible]

گره وا [illegible] من [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

(۱۲۸)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱۲۹)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۵۷) لب با طرح هائی از قرمز کباب است
نه در جام می آئینه تاب است
غزال من که خورده رگ گیلاس
دو لب خون دل او مشکناب است

(۱۵۰)
[illegible] زنده کاهی پیک تا کی
چه آن آشیان در [illegible] تا کی
[illegible] منشین بپاینده
[illegible]

(۱۵۱)
میان لاله و گل آشیانه
بشاخ غنچه خوان درس [illegible]
[illegible]
[illegible] آشیانه

ز چشمش اشک رشک آسا نم چکیده
هنوز از محشر جانم نه اند
۷۹ جهان را بانگ من من زده است

(۱۵۲)

بجانان بس که جانها نقش بستست
آن گل ارغوان سر زده
برای جلوه این گل ارغوان سبزه
شیوه دارد و جانان نیابد

(۱۵۳)

بیشتر از تاک سر زد
بستان ابر بهاران
زمین چمن بستان

گل دورو۔ ایک قسم کا پھول جو اندر سے سرخ اور باہر سے زرد ہوتا ہے۔

(۱۵۴) منشور ... از منقت ... [illegible] ... (۱۵۵) جهان از رنگ و بو فهمیدنی نیست

[illegible]

هنوز این راز بر من ناگشوده است

ولی چشم از درون ... بود

[illegible]

(۱۵۴)

مرا ذوق سخن چون ... کرد

غبار راه را انگشت ... کرد

[illegible]

(۱۵۵)

[illegible]

افکار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

افکار

گلِ نخستین

ہنوز ہم نفسے در چمن نمی بینم
بہار می رسد و من گلِ نخستینم

بہ آبجو نگرم خویش را نظارہ کنم
بہ این بہانہ مگر دیگرے ببینم

بخامۂ کہ خطِ زندگی رقم زدہ است
نوشتہ اند پیامے بہ برگِ رنگینم

دلم بہ دوش و نگاہم بہ عبرتِ امروز
شہیدِ جلوۂ فردا و تازہ آئینم

ز تیرہ خاک دمیدم قبائے گل بستم
وگرنہ اخترِ واماندۂ ز پروینم

دعا

ای که از خمخانهٔ فطرت بجامم ریختی
زآتش صہبای من بگداز مینای مرا

عشق را سرمایه ساز از گرمی فریاد من
شعلهٔ بیباک گردان خاک سینای مرا

[illegible] از غبار من سپاهی تازه ساز
تا [illegible] مرا

ہلالِ عید

نتوان ز چشم شوق رمید ای ہلالِ عید
از صد نگه براهِ تو دامی نهاده اند

بر خود نظر گشا ز تهی دامنی مرنج
در سینهٔ تو ماه تمامی نهاده اند

تسخیرِ فطرت

(۱) میلادِ آدم

نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیدا شد
حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد

خبرے رفت ز گردوں بہ شبستانِ ازل
حذر اے پردگیاں پردہ درے پیدا شد

آرزو بیخبر از خویش بآغوشِ حیات
چشم وا کرد و جہانِ دگرے پیدا شد

فطرت آشفت کہ از خاکِ جہانِ مجبور
خودگرے، خودشکنے، خودنگرے پیدا شد

زندگی گفت کہ در خاک تپیدم ہمہ عمر
تا ازیں گنبدِ دیرینہ درے پیدا شد

(۲) انکارِ ابلیس

نوریِ ناداں نیَم، سجدہ بآدم برم!
او بہ نہاد است خاک، من بہ نژاد آذرم!

می تپد از سوزِ من، خونِ رگِ کائنات
من بہ دوِ صرصرم، من بہ غوِ تندرم

رابطۂ سالمات، ضابطۂ اُمّہات — سوزم و سازم دہم، آتشِ مینا گرم

ساختۂ خویش را، در شکنم ریز ریز — تا ز غبارِ کہن، پیکرِ نو آورم

از زَوِ من (۱) موجۂ چرخِ سکون ناپذیر — نقش گرِ روزگار، تاب و تبِ جوہرم

پیکرِ انجم ز تو، گردشِ انجم ز من — جاں بجہاں اندرم، زندگیِ مضمرم

تو بہ بدن جاں دہی، شور بجانِ تن دہم — تو بسکون رہ زنی، من بہ تپش رہبرم

من ز تنک مایگاں گدیہ نکردم سجود — قاہرِ بے دوزخم، داورِ بے محشرم

آدمِ خاکی نہاد، دوں نظر و کم سواد

زاد در آغوشِ تو، پیر شود در برم

(۲) اغوائے آدم

زندگیِ سوز و ساز، بہ ز سکونِ دوام — فاختہ شاہیں شود، از تپشِ زیرِ دام

ہیچ نیاید ز تو غیرِ سجودِ نیاز — خیز چو سروِ بلند، اے بعمل نرم گام

کوثر و تسنیم برد، از تو نشاطِ عمل — گیر ز مینائے تاک بادۂ آئینہ فام

(۱) زَو - دریا

زشت و نکو زادهٔ وهم خداوند تست — لذت کردار گیر، گام بنه، جوی کام

خیز که بنمایمت مملکت تازهٔ — چشم جهان بین گشا، بهر تماشا خرام

قطرهٔ بے مایهٔ، گوهر تابنده شو — از سر گردون بیفت، گیر بدریا مقام

تیغ درخشندهٔ، جان جهانے گسل — جوهر خود را نما، آے برون از نیام

بازوے شاهین کشا، خون تذروان بریز — مرگ بود باز را زیستن اندر کنام

تو نشناسی هنوز شوق بمیرد ز وصل

چیست حیات دوام؟ سوختن ناتمام

(۴) - آدم از بهشت بیرون آمده میگوید

چه خوش است زندگی را همه سوز و ساز کردن

دل کوه و دشت و صحرا به دمے گداز کردن

ز قفس درے کشادن به فضاے گلستانے

ره آسمان نوردن به ستاره راز کردن

بگدازہائے پنہاں، بہ نیازہائے پیدا
نظرے ادا شناسے بحریمِ ناز کردن

گہے جز بکی ندیدن بہ ہجومِ لالہ زارے
گہے خویشتن ندیدن ز گل امتیاز کردن

ہمہ سوزِ ناتمامم، ہمہ دردِ آرزویم
بگماں دہی یقینم، بتلاشِ جستجویم

(۵) صبحِ قیامت

(آدم در حضورِ باری)

اے کہ ز خورشیدِ تو کوکبِ جاں مستنیر | از دلم افروختی شمعِ جہانِ ضریر (۱)
ریخت ہنرہائے من بحر بیک نائے آب | تیشۂ من آورد از جگرِ خارہ شیر
زُہرہ گرفتارِ من، ماہ پرستارِ من | عقلِ کلاں کارِ من بہرِ جہاں دار و گیر
من بہ زمیں در شدم، من بفلاک بر شدم | بستۂ جادوئے من ذرہ و مہرِ منیر

(۱) ضریر = نابینا

گرچه فسونش مرا برد ز راهِ صواب
از غلطم در گذر عذر گناهم پذیر

رام نگردد جهان تا نه فسونش خوریم
جز بکمندِ نیاز ناز نگردد اسیر

تا شود از آهِ گرم این بتِ سنگین گداز
بستنِ زنارِ او بود مرا ناگزیر

عقل بدام آورد فطرتِ چالاک را
اهرمنِ شعله زاد سجده کند خاک را!

بوی گل

حوری بکنجِ گلشنِ جنت تپید و گفت
ما را کسی ز آنسوی گردون خبر نداد

ناید بفهمِ من سحر و شام روز و شب
عقلم ربود این که بگویند مرد و زاد

گردید موجِ نکهت و از شاخِ گل دمید
پا اینچنین بعالمِ فردا و دی نهاد

وا کرد چشم و غنچه شد و خنده زد دمی
گل گشت و برگ برگ شد و بر زمین فتاد

زندانیے کہ بند ز پایش گشادہ اند
آہے گذاشت است کہ بو نام دادہ اند

نوائے وقت

خورشید بہ دامانم، انجم بہ گریبانم
در من نگری ہیچم، در خود نگری جانم
در شہر و بیابانم، در کاخ و شبستانم
من دردم و درمانم، من عیشِ فراوانم
من تیغِ جہاں سوزم، من چشمۂ حیوانم

چنگیزی و تیموری، مشتے ز غبارِ من
ہنگامۂ افرنگی، یک جستہ شرارِ من
انسان و جہانِ او، از نقش و نگارِ من
خونِ جگرِ مرداں، سامانِ بہارِ من
من آتشِ سوزانم، من روضۂ رضوانم

آسودہ و سیّارم، ایں طرفہ تماشا بیں
در بادۂ امروزم، کیفیّتِ فردا بیں

پنهان به ضمیر من صد عالم رعنا بین ‌‌ ‌‌ صد کوکب غلطان بین صد گنبد خضرا بین

من کسوت انسانم پیراهن یزدانم

تقدیر فسون من تدبیر فسون تو ‌‌ ‌‌ تو عاشق لیلائی من دشت جنون تو

چون روح روان پاکم از چند و چگون تو ‌‌ ‌‌ تو راز درون من من راز درون تو

از جان تو پیدایم در جان تو پنهانم

من رهرو و تو منزل من مزرع و تو حاصل ‌‌ ‌‌ تو ساز صد آهنگی تو گرمی این محفل

آوارهٔ آب و گل دریاب مقامم را ‌‌ ‌‌ در ذرهٔ من بینی این قلزم بی ساحل

از موج بلند تو سر بر زده طوفانم

فصلِ بہار

(۱)

خیز که در کوه و دشت خیمه زد ابرِ بهار

مستِ ترنم هزار

طوطی و درّاج و سار

بر طرفِ جوئبار

کشتِ گُل و لاله زار

چشمِ تماشا بیار

خیز که در کوه و دشت، خیمه زد ابرِ بهار

(۲)

خیز که در باغ و راغ، قافلهٔ گُل رسید

باد بهاران وزید

مرغ نوا آفرید

لاله گریبان درید

حسن گل تازه چید

عشق غم نو خرید

خیز که در باغ و راغ قافلهٔ گل رسید

(۱۴)

بلبلکان در صفیر صلصلکان در خروش

خون چمن گرم جوش

ای که نشینی خموش

در شکن آئین هوش

بادهٔ معنی بنوش

نغمہ سرا، گل بپوش

بلبلگاں در صفیر، صلصلگاں در خروش

(۴)

حجرہ نشینی گذار، گوشۂ صحرا گزیں

برلبِ جوئے نشیں

آبِ رواں را بہ بیں

[illegible]

[illegible] دلِ [illegible] دیں

بوسہ زنش بر جبیں

حجرہ نشینی گذار، گوشۂ صحرا گزیں

(۵)

دیدۂ معنی گشا، اے زعیان بیخبر

لاله کمر در کمر
غنچهٔ آتش به بر
می‌چکدش بر جگر
شبنم اشک سحر
بر شفق انجم شمر
دیدهٔ معنی گشا [illegible]

(۲)

خاک چمن وا نمود راز دل کائنات
بود و نبود صفات
جلوه‌گریهای ذات
آنچه تو دانی حیات
آنچه تو خوانی ممات

هیچ ندارد ثبات
خاکِ چمن وانمود، رازِ دلِ کائنات

حیاتِ جاوید

گمان مبر که بپایان رسید کارِ مغان
هزار بادهٔ ناخورده در رگِ تاک است

چمن خوش است ولیکن چو غنچه نتوان زیست
قبای زندگیش از دمِ صبا چاک است

اگر ز رمزِ حیات آگهی مجوی و مگیر
دلی که از خلشِ خارِ آرزو پاک است

بخود خزیده و محکم چو کوهساران زی
چو خس مزی که هوا تیز و شعله بیباک است

افکارِ انجم

(۱)

شنیدم کوکبے با کوکبے گفت ‏ — ‏ که در بحرِ وجودِ ما ساحلے نیست
سفر اندر سرشتِ ما نهادند ‏ — ‏ ولے این کاروان را منزلے نیست

(۲)

اگر انجم ندانستے که بود است ‏ — ‏ ازیں دیرینه رازِ بیہا چه سود است
گرفتارِ کمندِ روزگاریم ‏ — ‏ خوشا آنکس که محرومِ وجود است

(۳)

کس ایں بارِ گراں را بر نتابد ‏ — ‏ ز بودِ ما نبودِ جاوداں به
فضائے نیلگوں خوشش نیاید ‏ — ‏ ز اوجش پستیِ آں خاکداں به

(۴۲)

خنک انساں که جانش بیقرار است — سوارِ راهوارِ روزگار است
قبای زندگی بر قامتش راست — که او نو آفرینِ تازه کار است

زندگی

شبی زار نالید ابرِ بهار — که این زندگی گریهٔ پیهم است
درخشید برقِ سبک سیر و گفت — خطا کرده‌ای خندهٔ یکدم است
ندانم به گلشن که برد این خبر
سخنها میانِ گل و شبنم است

محاورهٔ علم و عشق

علم

نگاهم رازدارِ هفت و چار است — گرفتارِ کمندم روزگار است
جهان بینم بایں سو باز کردند (۱) — مرا با آن سوئے گردون چه کار است
چکد صد نغمه از سازی که دارم
ببازار افگنم رازی که دارم

عشق

ز افسونِ تو دریا شعله زار است — هوا آتش گداز و زهردار است
چو با من یار بودی، نور بودی — بریدی از من و نورِ تو نار است
بخلوت خانهٔ لاهوت زادی
ولیکن در نخِ شیطان فتادی (۲)

(۱) جہاں بیں: چشم ۔ (۲) نخ: ریسمان

بیا این خاکداں را گلستاں ساز جہانِ پیر را دیگر جواں ساز

بیا یک ذرّہ از دردِ دلم گیر تہِ گردوں بہشتِ جاوداں ساز

زروزِ آفرینش ہمدمِ استیم

ہماں یک نغمہ را زیر و بم استیم

شبنم

گفتند فرود آی ز اوجِ مہ و پرویز

بر خود زن و با بحرِ پر آشوب بیامیز

با موج در آویز

نقشِ دگر انگیز

تابندہ گہر خیز

من عیشِ ہم آغوشیِ دریا نہ خریدم
آں بادہ کہ از خویش رباید نچشیدم

از خود نرمیدم

ز آفاق بریدم

بر لالہ چکیدم

لالہ

آں شعلہ ام کہ صبحِ ازل در کنارِ عشق
پیش از نمودِ بلبل و پروانہ می تپید

افزوں ترم ز مہر و بہر ذرہ تن زنم
گردوں شرارِ خویش ز تابِ من آفرید

در سینۂ چمن چو نفس کردم آشیاں
یک شاخِ نازک از تہِ خاکم چو نم کشید

سوزم ربود و گفت یکے در برم بایست
لیکن دلِ ستم زدۂ من نیارمید

در تنگنای شاخ بسی پیچ و تاب خورد — تا جوهرم به جلوه‌گهِ رنگ و بو رسید
شبنم به راهِ من گهرِ آبدار ریخت — خندید صبح و بادِ صبا گردِ من وزید
بلبل ز گل شنید که سوزم ربوده‌اند — نالید و گفت جامهٔ هستی گران خرید

وا کرده سینه منتِ خورشید می‌کشم
آیا بُوَد که باز برانگیزد آتشم

حکمت و شعر

بوعلی اندر غبارِ ناقه گم — دستِ رومی پردهٔ محمل گرفت
این فروتر رفت و تا گوهر رسید — آن بگردابی چو خس منزل گرفت

حق اگر سوزی ندارد حکمت است
شعر میگردد چو سوز از دل گرفت

محاوره مابین خدا و انسان

خدا

جهان را ز یک آب و گل آفریدم — تو ایران و تاتار و زنگ آفریدی
من از خاک پولاد ناب آفریدم — تو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی
تبر آفریدی نهال چمن را
قفس ساختی طایر نغمه زن را

انسان

تو شب آفریدی چراغ آفریدم — سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بیابان و کهسار و راغ آفریدی — خیابان و گلزار و باغ آفریدم
من آنم که از سنگ آئینه سازم
من آنم که از زهر نوشینه سازم

ساقی نامہ

(در نشاط باغ کشمیر نوشته شد)

خوشا روزگارے، خوشا نوبہارے
نجوم پرن رُست از مرغزارے

زمیں از بہاران چو بالِ تذروے
ز فوارہ الماس بار آبشارے

نہ پیچد نگہ جز کہ در لالہ زارے
نہ غلطد ہوا جز کہ بر سبزہ زارے

لبِ جو خود آرائیِ غنچہ دیدی
چہ زیبا نگارے، چہ آئینہ دارے

چہ شیریں نوائے چہ دلکش صدائے
کہ می آید از خلوتِ شاخسارے

بہ تن جاں، بہ جاں آرزو زندہ گردد
ز آوائے سارے، ز بانگِ ہزارے

نواہائے مرغِ بلند آشیانے
در آمیخت با نغمۂ جویبارے

تو گوئی کہ یزداں بہشتِ بریں را
نہاد است در دامنِ کوہسارے

کہ تا رحمتش آدمی زادگاں را
رہا سازد از محنتِ انتظارے

چہ خواہم دریں گلستاں گر نہ خواہم — شرابے، کتابے، ربابے، نگارے
سرت گردم اے ساقیِ ماہ سیما — بیار از نیاگانِ ما یادگارے
بہ ساغر فرو ریز آبے کہ جاں را — فروزد چو نورے بسوزد چو نارے
شقایق برویاں ز خاکِ نژندم — بہشتے فرو چیں بمشتِ غبارے
نبینی کہ از کاشغر تا بہ کاشاں — ہماں یک نوا بالد از ہر دیارے
ز چشمِ امم ریخت آں اشکِ نابے — کہ تاثیرِ او گل دماند ز خارے
کشیری کہ با بندگی خو گرفتہ (۱) — بتے می تراشد ز سنگِ مزارے
ضمیرش تہی از خیالِ بلندے — خودی ناشناسے ز خود شرمسارے
بریشم قبا خواجہ از محنتِ او — نصیبِ تنش جامۂ تار تارے
نہ در دیدۂ او فروغِ نگاہے — نہ در سینۂ او دلِ بیقرارے

از آں مے فشاں قطرۂ بر کشیری
کہ خاکسترش آفریند شرارے

(۱) اہلِ خطۂ کشمیر کو کشیری بھی کہتے ہیں۔

شاهین و ماهی

ماهی بچه‌ای شوخ به شاهین بچه‌ای گفت
این سلسلهٔ موج که بینی همه دریاست

دارای نهنگان خروشنده‌تر از میغ
در سینهٔ او دیده‌ور دیده‌بلاهاست

با سیل گران سنگ زمین‌گیر و سبک‌خیز
با گوهر تابنده و با لولوی لالاست

بیرون نتوان رفت ز سیل همه‌گیرش
بالای سر ماست، ته پاست، همه جاست

هر لحظه جوان است و روان است و دوان است
از گردش ایام نه افزون شد و نه کاست

ماهی بچه را سوز سخن چهره برافروخت
شاهین بچه خندید و ز ساحل به هوا خاست

زد بانگ که شاهینم و کارم به زمین چیست
صحراست که دریاست ته بال و پر ماست

بگذر ز سر آب و به پهنای هوا ساز
این نکته نبیند مگر آن دیده که بیناست

اگر خواهی حیات اندر خطر زی

غزالے با غزالے درد دل گفت — ازیں پس در حرم گیرم کنامے
بصحرا صید بندان در کمین اند — بکام آہوان صبحے نہ شامے

امان از فتنۂ صیاد خواہم
دلے ز اندیشہ ہا آزاد خواہم

رفیقش گفت اے یار خردمند — اگر خواہی حیات اندر خطر زی
دما دم خویشتن را بر فسان زن — ز تیغ پاک گوہر تیز تر زی

خطر تاب و توان را امتحان است
عیار ممکنات جسم و جان است

دنیائے عمل

هست این میکده و دعوتِ عام است اینجا
قسمتِ باده باندازهٔ جام است اینجا

حرفِ آن راز که بیگانهٔ صوت است هنوز
از لبِ جام چکیده است کلام است اینجا

نشه از حال بگیرند و گذشتند ز قال
نکتهٔ فلسفه دُردِ تهِ جام است اینجا

ما دریں ره نفسِ دهر بر انداخته ایم
آفتابِ سحر او لبِ بام است اینجا

اے که تو پاسِ غلط کردهٔ خود می داری
آنچه پیشِ تو سکون است خرام است اینجا

ما که اندر طلب از خانه برون تاخته‌ایم
علم را [illegible] ساخته‌ایم

زندگی

پرسیدم از بلند نگاهی حیات چیست
گفتا مئی که تلخ‌تر او نکوتر است

گفتم که کرمک است و ز گل سر برآورد
گفتا که شعله زاد و مثال سمندر است

گفتم که شر به فطرت خامش نهاده‌اند
گفتا که خیر او نشناسی همین شر است

گفتم که شوق سیر نبردش به منزلی
گفتا که منزلش به تپیدن مضمر است

گفتم که خاکی است و بخاکش همی دهند
گفتا چو دانه خاک شگافد گل تر است

حکایت

شنیدم که در پارس مردِ کهن | ادا فهم، رمز آشنا، نکته بین
بسے سختی از جانکنی دید و مُرد | [illegible] آشفت و جان شکوه لبریز بُرد
بنالش در آمد به [illegible]نِ پاک | که [illegible] ئے از اجل تا کجا پاک
کمالے ندارد باین [illegible] نی | نداند فنِ تازهٔ جانکنی
برد جان و ناپخته در کارِ مرگ | [illegible]ان نو شد و او همان کهنه برگ
فرستد این کهن ابله را در فرنگ | که گیرد فنِ کشتن بے درنگ
فرنگ آفریند هنرهاے شگرف | برانگیزد از قطرهٔ بحرِ ژرف
کشد گردِ اندیشه پرکارِ مرگ | همه حکمتِ او پرستارِ مرگ
رود چون نهنگ آبدوزش به یم | ز طیارهٔ او هوا خورده بم (۱)
نه بینی که چشمِ جهان بینِ هور (۲) | همی گردد از غازِ او روز کور (۳)

(۱) بم - طمانچه ٭ (۲) هور - سورج ٭ (۳) غاز - گیس ٭

نقاش کشتن چنان تیز دست — که از فرشتهٔ مرگ ربوده دست

به طرز نوی بر کشد جان ز تن — که خود را بخود زنده داند بدن

خورد گر ادب پیک مرگ از فرنگ

به تاراج جانها شود تیز چنگ

الملک لله

طارق چو بر کنارهٔ اندلس سفینه سوخت — گفتند کار تو به نگاهِ خرد خطاست

دوریم از سوادِ وطن باز چون رسیم — ترکِ سبب ز روئے شریعت کجا رواست

خندید و دستِ خویش به شمشیر برد و گفت

هر ملک ملکِ ماست که ملکِ خدائے ماست

نامهٔ عالمگیر رح

بیکی از فرزندانش که دعائے مرگ پدر میکرد

ندانی که یزدان دیرینه بود — بسی دید و سنجید و بست و کشود

زما سینه چاکان دیرینه خاک — شنیده است صد نالهٔ دردناک

بسی همچو شبیر در خون نشست — [illegible] ز سینهٔ او گسست

نه از گریهٔ پیر کنعان رمید — نه از دردِ ایوب آهی کشید

نپندار از آن کهنه نخچیرگیر

بدامِ دعائے تو گردد اسیر

بہشت

کجا این روزگارے شیشہ بازے
بہشت این گنبدِ گردان ندارد

ندیده دردِ زندان یوسفِ او
زلیخایش دلِ نالان ندارد

خلیلِ او حریفِ آتشے نیست
کلیمش یک شرر در جان ندارد

بہ صرصر درنیفتد زورقِ او
خطر از لطمۂ طوفان ندارد

یقین را در کمین بوک و مگر نیست
[illegible] اندیشۂ ہجران ندارد

کجا آن لذتِ عقلِ غلط سیر
[illegible] رہِ پیچان ندارد

مزی اندر جہانے کور ذوقے
کہ یزدان دارد و شیطان ندارد

کشمیر

رخت به کاشمر گشا کوه و تل و دمن نگر
سبزه جهان جهان ببین لاله چمن چمن نگر
بادِ بهار موج موج مرغِ بهار فوج فوج
صلصل و سار زوج زوج بر سرِ نارون نگر
تا نه فتد به زینتش چشمِ سپهرِ فتنه باز
بسته به چهرهٔ زمین برقعِ نسترن نگر
لالهٔ خاک بر دمید موج به آبجو تپید
خاک شرر شرر ببین آب شکن شکن نگر
زخمه به تارِ ساز زن باده به ساتگین بریز
قافلهٔ بهار را انجمن انجمن نگر

دخترکے برہمنے لالہ رخے سمن برے

چشم بروئے او کشا باز بخویشتن نگر

عشق

عشقے کہ جہاں زندہ بہ جنبش بخشد — از شوق بہ ذرہ آئینِ جہانتابی

عشق است کہ در جانت ہر کیفیت انگیزد — از تاب و تبِ رومی تا حیرتِ فارابی

این حرفِ نشاط آور می گویم و می رقصم — از عشق دل آساید با این ہمہ بیتابی

ہر معنیِ پیچیدہ در حرف نمی گنجد

یک لحظہ بدل در شو شاید کہ تو دریابی

بندگی

دوش در میکدہ ترسابچۂ بادہ فروش
گفت از من سخنے دار چو آویزہ بگوش

مشربِ بادہ گسارانِ کہن این بودست
کہ تو از میکدہ خیزی ہمہ مستی ہمہ ہوش

من نگویم کہ فرو بند لب از نکتۂ شوق
از لب [illegible] دست [illegible] بادہ باندازہ بنوش

گر [illegible] ہیم [illegible] طلبی جوہر [illegible]ست
بندگی را [illegible] ای مغروش

غلامی

آدم از بے بصری بندگیِ آدم کرد
گوہرے داشت ولے نذرِ قباد و جم کرد

یعنی از خوئے غلامی ز سگاں خوار تر است
من ندیدم کہ سگے پیشِ سگے سر خم کرد

چیستانِ شمشیر

آں سخت کوش چیست کہ گیرد ز سنگ آب — محتاجِ خضر مثلِ سکندر نمی شود
مثلِ نگاہِ دیدۂ نمناک پاک را — در جوئے آب دامنِ او تر نمی شود
مضمونِ او بہ مصرعۂ برجستہ تمام
محتاجِ [illegible] مصرعِ دیگر نمی شود

جمہوریت

متاعِ معنیٔ بیگانہ از دوں فطرتاں جوئی — ز موراں شوخیٔ طبعِ سلیمانے نمی آید
گریز از طرزِ جمہوری غلامِ پختہ کارے شو — کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانے نمی آید

به مبلّغ اسلام در فرنگستان

زمانه باز برافروخت آتشِ نمرود
که آشکار شود جوهرِ مسلمانی

بیا که پرده ز داغِ جگر براندازیم
که آفتابِ جهانگیر شد ز عریانی

هزار نکته زدی پیشِ دلبرانِ فرنگ
که [illegible] به عجم برهانی

خبر ز شهرِ سلیمی بده [illegible] را
[illegible] ز شوق نشاں در ضمیرِ تورانی

رہِ عراق و خراسان زن ای [illegible] (۱)
به بزمِ عجمیان تازه کن غزل خوانی

بسے گذشت که در انتظارِ زخمه زیست
چه نغمه ها که نه خوں شد به سازِ افغانی

حدیثِ عشق به اهلِ هوس چه میگوئی
بچشمِ مور مکش سرمهٔ سلیمانی!

---

(۱) عراق و خراسان دو مقام اصطلاحاتِ موسیقی ہیں۔

لسان العصر اکبر مرحوم

دریغا کہ رخت از جہاں بست اکبر | حیاتش تجلی بود روشن ولیے
سرِ فرقۂ طوطیِ معنی کلیمے | بہ بتخانۂ دورِ حاضر خلیلے
گہے گریۂ او چو ابرِ بہارے | گہے خندۂ او چو تیغِ اصیلے
نوائے سحرگاہِ او [illegible] | ادائے دعائے پیامِ حبیبے
ز دلہا ربا بیند آلاتِ زیبا | عجب با نشاطش بندۂ رسیلے

دماغش ادب خوردۂ عشق و مستی
دلش پرورش دادۂ جبرئیلے

غنی کشمیری

غنی آں سخنگوئے بلبل صفیر
نوا سنجِ کشمیرِ مینو نظیر

چو اندر سرا بود، در بسته داشت
چو رفت از سرا تخته را وا گذاشت

یکے گفتش اے شاعرِ [illegible]
عجب دارد از کارِ تو ہر کسے

بپاسخ چہ خوش گفت مردِ فقیر
فقیر و باقلیمِ معنی امیر

زمن آنچہ دیدند یاراں رواست
دریں خانہ جز من متاعے کجاست

غنی تا نشیند بہ کاشانہ اش
متاعے گرانے ست در خانہ اش

چو آں محفل افروز در خانہ نیست
تہی تر ازیں ہیچ کاشانہ نیست

خطاب بہ مصطفیٰ کمال پاشا ایدہ اللہ

(جولائی سنہ ۱۹۲۲ء)

اُمتے بود کہ ما از اثرِ حکمتِ او — واقف از سرِ نہانخانۂ تقدیر شدیم
اصلِ ما یک شررِ باختۂ رنگے بود — نظرے کرد کہ خورشیدِ جہانگیر شدیم
نکتۂ عشق فرو شست ز دل پیرِ حرم — در جہاں خوار باندازۂ تقصیر شدیم
باد صحراست کہ با فطرتِ ما در سازد — از نفس ہائے صبا غنچۂ دلگیر شدیم
آہ آں غلغلہ کز گنبدِ افلاک گذشت — نالہ گردید چو پابندِ بم و زیر شدیم
اے بسا صید کہ بے دام بفتراک زدیم — در بغل تیر و کماں کشتۂ نخچیر شدیم

"ہر کجا راہ دہد اسپ براں تاز کہ ما
بارہا مات دریں عرصہ بتدبیر شدیم" (نظیری)

طیّاره

سرِ شاخِ گل طائری یک سحر
همی گفت با طائرانِ دگر

نداوند بالِ آدمی زاده را
زمین گیر کردند این ساده را

بدو گفتم اے مرغکِ پاک سیج
اگر حرفِ حق با تو گویم مرنج

ز طیارهٔ ما بالی برساختیم
سوے آسماں رہگذر ساختیم

چه طیاره آن مرغِ گردون سپر
پر او ز بالِ ملک تیز تر

به پرواز شاهین به نیرو عقاب
نشیمش ز لاهور تا فاریاب

بگردون خروشنده و تند جوش
میانِ نشیمن چو ماهی خموش

خرد ز آب و گِل جبرئیل آفرید
زمین را بگردون دلیل آفرید

چو آن مرغِ زیرک کلامم شنید
مرا یک نظر آشنایانه دید

پرش را بمنقار خارید و گفت
که من آنچه گوئی ندارم شگفت

گدای نگاه تو بر چون ذره نیست   اسیر ستم تو پست و بلند

تو کار زمین را نکو ساختی؟

که با آسمان نیز پرداختی؟ (سعدی)

عشق

آن حرف دلفروز که راز است و راز نیست

من فاش گویمت که شنید؟ از کجا شنید؟

دزدید ز آسمان و به گل گفت شبنمش

بلبل ز گل شنید و ز بلبل صبا شنید

تہذیب

انساں کہ رخ ز غازۂ تہذیب برفروخت
خاکِ سیاہِ خویش چو آئینہ وانمود
پوشید پنجہ را تہِ دستانۂ حریر
شد [illegible] قلم [illegible] و تیغ از کمر کشود
ایں بوالہوس [illegible] ت
رقصید گردِ او بنواہائے چنگ و عود
دیدم چو جنگ پردۂ ناموسِ او درید
جز یَسفِکُ الدِّمَا و خَصِیمٌ مُّبِیں نبود

مئے باقی

(غزلیات)

بسم الله الرحمن الرحیم

رباعی

بهار تا بگلستان کشید بزم سرود
نوای بلبل شوریده چشم غنچه گشود
گمان مبر که سرشتند در ازل گل ما
که ما هنوز خیالیم در ضمیر وجود
بعلم غرّه مشو کار میکشی دگر است
فقیه شهر گریبان و آستین آلود

بہارِ برگِ پراگندہ را بہم بربست
نگاہِ ماست کہ بر لالہ رنگ و آب افزود

نظر بخویش فروبستہ را نشان این است
دگر سخن نہ سراید ز غائب و موجود

شبے بہ میکدہ خوش گفت پیرِ زندہ دلے
بہر زمانہ خلیل است و آتشِ نمرود

چہ نقشہا کہ نبستم بہ کارگاہِ حیات
چہ رفتنی کہ نہ رفت و چہ بودنی کہ نبود

بہ دیریاں سخنِ نرم گو کہ عشقِ غیور
بنائے بتکدہ افگند در دلِ محمود!

بخاکِ ہند نوائے حیات بے اثر است
کہ مردہ زندہ نگردد ز نغمہ داؤد

حلقه بستند سرِ تربتِ من نوحه گران
دلبران، زهره وشان، گلبدنان، سیمبران
در چمن قافلهٔ لاله و گل رخت گشود
از کجا آمده اند این همه خونین جگران
ای که در مدرسه جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد باده کس از کارگهِ شیشه گران
خرد افزود مرا درسِ حکیمانِ فرنگ
سینه افروخت مرا صحبتِ صاحب نظران
برکش آن نغمه که سرمایهٔ آب و گلِ تست
ای ز خود رفته تهی شو ز نوائے دگران
کس ندانست که من نیز بہائے دارم
آن متاعم که شود دست زدِ بی بصران

می تراشد فکرِ ما هر دم خداوندے دگر
رَست از یک بند تا افتاد در بندے دگر

بر سرِ بام آ نقاب از چهره بیباکانه کش
نیست در کوے تو چون من آرزومندے دگر

بسکه غیرت می برم از دیدهٔ بینائے خویش
از نگه بافم بہ رخسارِ تو روبندے دگر (۱)

یک نگه یک خندهٔ دزدیده یک تابنده اشک
بهرِ پیمانِ محبت نیست سوگندے دگر

عشق را نازم که از بیتابیِ روزِ فراق
جانِ ما را بست با دردِ تو پیوندے دگر

تا شوی بیباک تر در ناله اے مرغِ بهار
آتشے گیر از حریمِ سینه ام چندے دگر

(۱) روبند - نقاب

چنگِ تیموری شکست آهنگِ تیموری بجاست

سر برون می آرد از سازِ سمرقندی دگر

ره دهد در کعبه ای پیرِ حرم اقبال را

هر زمان در آستین دارد خداوندی دگر

مرا ز دیدهٔ بینا شکایتی دگر است

که چون بجلوه در آئی حجابِ من نظر است

به نوریان ز منِ پا به گِل پیامی گوی

حذر ز مشتِ غباری که خویشتن نگر است

نوازنیم و به بزمِ بهار می سوزیم

شرر به مشتِ پرِ ما ز نالهٔ سحر است

[illegible]
جہان او دگر است و جہان من دگر است

۱۳۲

مثال لاله فتادم بگوشهٔ چمنے
مرا ز تیرِ نگاہے نشانه بر جگر است

به کیشِ زنده دلاں زندگی جفا طلبی است
سفر بکعبه نکردم که راه بے خطر است

هوائے انجمن آراستند و پیچیدند
درین سرا که روشن ز مشعلِ قمر است

ز خاکِ خویش بتعمیرِ آدمے برخیز
که فرصتِ تو بقدرِ تبسمِ شرر است

اگر نه بوالهوسی با تو نکتهٔ گویم
که عشق پخته تر از ناله هائے بے اثر است

نوائے من به عجم آتشِ کهن افروخت
عرب ز نغمهٔ شوقم هنوز بے خبر است

بایں بہانہ دریں بزم محرمے جوییم
غزل سراییم و پیامِ آشنا گوییم

بخلوتے کہ سخن می شود حجاب آنجا
حدیثِ دل بزبانِ نگاہ میگوییم

پئے نظارۂ روئے تو می کند کاوش
نگاہِ شوق [illegible] می [illegible]

چو غنچہ [illegible]
ز شوقِ جلوۂ آفتاب می روییم

چو موج سازِ وجودم ز سیلِ بے پرواست
گماں مبر کہ دریں بحر ساحلے جوییم

میانۂ من و او ربطِ دیدہ و نظر است
کہ در نہایتِ دوری ہمیشہ با اوییم

کشید نقشِ جهانے به پردهٔ چشمم
ز دستِ شعبده بازے اسیرِ جادویم
درونِ گنبدِ دربستهٔ اش نگنجیدم
من آسمانِ کهن را چو خارِ پهلویم
به آشیان ننشینم ز لذتِ پرواز
گهے به شاخِ گلم گاه بر لبِ جویم

خیز و نقاب برگشا، پردگیانِ ساز را
نغمهٔ تازه یاد ده، مرغِ نواطراز را
جاده ز خونِ رهروان تختهٔ لاله در بهار
نازِ که راه می زند قافلهٔ نیاز را؟

دیدۂ خوابناکِ او گر بہ چمن کشودۂ
رخصتِ یک نظر بدہ نرگسِ نیم باز را

حرفِ نگفتۂ شما بر لبِ کودکان رسید
از منِ بے زبان بگو تفتہ دستیان راز را

سجدۂ تو برآورد از دلِ کافران خروش
اے کہ درازتر کنی پیشِ کسان نماز را

گرچہ متاعِ عشق را عقل بہائے کم نہد
من ندہم بہ تختِ جم آہِ جگر گداز را

برہمنے بہ غزنوی گفت کرامتم نگر
تو کہ صنم شکستۂ بندہ شدی ایاز را

بملازمان سلطان خبرے دہم ز رازے
کہ جہان توان گرفتن بنوائے دلگدازے

بمتاعِ خود چہ نازی کہ بہ شہرِ دردمندان
دلِ غزنوی نیرزد بہ تبسمِ ایازے

ہمہ نازِ بے نیازی، ہمہ سازِ بے نوائی
دلِ شاہ لرزہ گیرد ز گدائے بے نیازے

ز مقامِ من چہ پرسی بہ طلسمِ دل اسیرم
نہ نشیبِ من نشیبے نہ فرازِ من فرازے

رہِ عاشقی رہا کن کہ باو توان رسیدن
بدلِ نیازمندے بہ نگاہِ پاکبازے

بہ رہِ تو ناتمامم، ز تغافلِ تو خامم
من و جانِ نیم سوزے، تو و چشمِ نیم بازے

بدرون کنشت گاهی به جبین سجده ریزم
که نیاز من نگنجد به دو رکعت نمازی

ز ستیز آشنایان چه نیاز و ناز خیزد
دلکی بهانه سوزی، نگهی بهانه سازی

بیا که ساقی گل‌چهره دست بر چنگ است
چمن ز باد بهاران جواب ارژنگ است
حنا ز خون دل نوبهار می‌بندد
عروس لاله چه اندازه تشنهٔ رنگ است
نگاه می‌رسد از نغمهٔ دل‌افروزی
بمعنیی که برو جامهٔ سخن تنگ است

بچشم عشق نگر تا سراغ او گیری
جهان بچشم خرد سیمیا و نیرنگ است

ز عشق درس عمل گیر و هر چه خواهی کن
که عشق جوهر هوش است و جان فرهنگ است

بلند تر ز سپهر است منزل من و تو
براه قافلهٔ خورشید میل فرسنگ است

ز خود گذشته ای قطرهٔ محال اندیش
شدن به بحر و گهر بر نخاستن ننگ است

تو قدر خویش ندانی بها ز تو گیرد
وگرنه لعل درخشنده پارهٔ سنگ است

صورت نه پرستم من، بتخانه شکستم من
آن سیل سبک سیرم، هر بند گسستم من

در بود و نبودِ من، اندیشه گمانها داشت
از عشق هویدا شد، این نکته که هستم من

در دیر نیازِ من، در کعبه نمازِ من
زنار بدوشم من، تسبیح بدستم من

سرمایهٔ دردِ تو، غارت نتوان کردن
اشکی که ز دل خیزد، در دیده شکستم من

فرزانه بگفتارم، دیوانه بکردارم
از بادهٔ شوقِ تو هشیارم و مستم من

هوای فرودین در گلستان میخانه می سازد
سبو از غنچه می ریزد، ز گل پیمانه می سازد
محبت چون تمام افتد، رقابت از میاں خیزد
به طوفِ شعلهٔ پروانه با پروانه می سازد
به سازِ زندگی سوزے به سوزِ زندگی سازے
چه بیبا[illegible]نه می سوزد چه بی پروایانه می سازد
تنش [illegible] لرزه می گیرد
چو شاهین زادهٔ اندر قفس با دانه می سازد
بگو اقبال را اے باغباں رخت از چمن بندد
که ایں جادو نوا ما را ز گل بیگانه می سازد

از ما بگو سلامی آن ترکِ تند خو را
کآتش زد از نگاهی یک شهر آرزو را

این نکته را شناسد آن دل که دردمند است
من گرچه توبه گفتم نشکسته‌ام سبو را

ای بلبل از نوایش [illegible] تو گفتم
تو در کنار [illegible] بو را

رمزِ حیات جوئی جز در تپش نیابی
در قلزم [illegible] آبجو را

شادم که عاشقان را سوزِ دوام دادی
درمان نیافریدی آزارِ جستجو را

گفتی مجو وصالم بالاتر از خیالم
عذرِ نو آفریدی اشکِ بهانه جو را

از ناله بر گلستاں آشوبِ محشر آور
تا دم بہ سینہ پیچد مگذار ہائے و ہو را

آشنا ہر خار را از قصۂ ما ساختی
در بیابانِ جنوں بردی و رسوا ساختی
جرمِ ما از دانۂ تقصیرِ او از سجدۂ
نے بآں بیچارہ می سازی نہ با ما ساختی
صد جہاں می روید از کشتِ خیالِ ما چو گل
یک جہان و آں ہم از خونِ تمنا ساختی
پرتوِ حسنِ تو می افتد بروں مانندِ رنگ
صورتِ مے پردہ از دیوارِ مینا ساختی

طرحِ نو افگن کہ ما جدّت پسند افتادہ ایم
ایں چہ حیرت خانۂ امروز و فردا ساختی

خوشش آنکہ رختِ خرد را بہ شعلۂ مے سوخت
مثالِ لالہ متاعے ز آتشے اندوخت
تو ہم ز ساغرِ مے چہرہ را گلستاں کن
بہار، خرقہ فروشی بہ صوفیاں آموخت
دلم تپید ز محرومیِ فقیہِ حرم
کہ پیرِ میکدہ جامے بفتوئے نفروخت
مسنج قدرِ سرود از نوائے بے اثرم
ز برقِ نغمہ تواں حاصلِ سکندر سوخت

صبا بہ گلشنِ ویمر[۱] سلامِ ما برسان
کہ چشمِ نکتہ وراں خاکِ آں دیار افروخت

بیار بادہ کہ گردوں بکامِ ما گردید
مثالِ غنچہ نواہا ز شاخسار دمید
خورم بیار بکف آں مئی کہ امامِ حرم
کہ جز بہ صحبتِ یارانِ رازداں نچشید
فزوں قبیلۂ آں پختہ کار باد کہ گفت
چراغِ راہِ حیات است جلوۂ امید
نوا ز حوصلۂ دوستاں بلند تر است
غزل سرا شدم آنجا کہ ہیچکس نشنید

۱ جرمنی میں ایک شہر ہے جہاں گوئٹے نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ بسر کیا اور بعد انتقال وہیں دفن ہوا

عیارِ معرفتِ مشتری است جنسِ سخن
خموشم از آنکه متاعِ مرا کسے نخرید

زِ شعرِ دلکشِ اقبال می‌توان دریافت
که درسِ فلسفه می‌داد و عاشقی ورزید

تیر و سنان و خنجر و شمشیرم آرزوست
با من میا که مسلکِ شبیرم آرزوست
از بہرِ آشیانه خس اندوزیم نگر
باز این نگر که شعلهٔ درگیرم آرزوست
گفتند لب ببند و ز اسرارِ ما مگو
گفتم که خیر! نعرهٔ تکبیرم آرزوست

گفتند هرچه در دلت آید ز ما بخواه
گفتم که بی‌حجابیِ تقدیرم آرزوست

از روزگارِ خویش ندانم جز این قدر
خوابم ز یاد رفته و تعبیرم آرزوست

کو آن نگاهِ ناز که اوّل دلم ربود
عمرت دراز باد همان تیرم آرزوست

دانهٔ سبحه به زنّار کشیدن آموز
گر نگاهِ تو دوبین است ندیدن آموز

پا ز خلوت‌کدهٔ غنچه برون زن چو شمیم
با نسیمِ سحر آمیز و وزیدن آموز

آفریدند اگر شبنمِ بے مایہ ترا
خیز و بر داغِ دلِ لالہ چکیدن آموز

اگرت خارِ گلِ تازہ رسے ساختہ اند
پاسِ ناموسِ چمن دار و خلیدن آموز

باغبان گر ز خیابانِ تو برکند ترا
صفتِ سبزہ دگر بارہ دمیدن آموز

تا تو سوزندہ ز [illegible] بیرون
عزلتِ خم کدہ گیر و رسیدن آموز

تا کجا در تہِ بالِ دگران می باشی
در ہوائے چمن آزادہ پریدن آموز

درِ بتخانہ زدم، مغ بچگانم گفتند
آتشے در حرم افروز و تپیدن آموز

زخاکِ خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست
تجلّیٔ دگرے در خورِ تقاضا نیست
اگرچہ عقلِ فسوں پیشہ لشکرے انگیخت
تو دل گرفتہ نباشی کہ عشق تنہا نیست
تو رہ[1] شناس نہ ، وز مقام[1] بیخبری
چہ نغمہ ایست کہ در بربطِ سلیمی نیست
نظر بخویش چناں بستہ ام کہ جلوۂ دوست
جہاں گرفت و مرا فرصتِ تماشا نیست
بیا کہ غلغلہ در شہرِ دلبراں فگنیم
جنونِ زندہ دلاں ہرزہ گردِ صحرا نیست
ز قید و صیدِ نہنگاں حکایتے آور
مگو کہ زورقِ ما روشناسِ دریا نیست

۱۔ رہ و مقام موسیقی کی اصطلاحیں ہیں

مرید همتِ آن رهروم که پا نگذاشت
به جادهٔ که درو کوه و دشت و دریا نیست
شریکِ حلقهٔ رندانِ باده پیما باش
حذر ز بیعتِ پیری که مردِ غوغا نیست

برهنه حرف نگفتن کمالِ گویائی است
حدیثِ خلوتیان جز به رمز و ایما نیست

موج را از سینهٔ دریا گسستن می‌توان
بحرِ بے پایاں بجوئے خویش بستن می‌توان
از نوائے می‌تواں یک شهرِ دل در خوں نشاند
یک چمن گل از نسیمے سینه خستن می‌توان

می توان جبریل را گنجشکِ دست آموز کرد
شہپرش با موئے آتش دیدہ بستن می توان

اے سکندر سلطنت نازک تر از جامِ جم است
یک جہاں آئینہ از سنگے شکستن می توان

گر بخود محکم شوی سیلِ بلا انگیز چیست
مثلِ گوہر در دلِ دریا نشستن می توان

من فقیرِ بے نیازم مشربم این است و بس
مومیائی خواستن نتواں، شکستن می تواں

صد نالۂ شبگیرے صد صبحِ بلاخیزے
صد آہِ شرر ریزے یک شعرِ دلآویزے

در عشق و هوسناکی دانی که تفاوت چیست
آن تیشهٔ فرهادے این حیلهٔ پرویزے

با پردگیان برگو کاین مشت غبار من
گردیست نظربازے خاکیست نگه خیزے

هوشم برد اے مطرب مستم کند اے ساقی
گلبانگ دل آویزے از مرغ سحر خیزے

از خاک سمرقندے ترسم که دگر خیزد
آشوب هلاکوے هنگامهٔ چنگیزے

مطرب غزلے بیتے از مرشد روم آور
تا غوطه زند جانم در آتش تبریزے

بازبه سرمه تاب ده چشمِ کرشمه زائے را
ذوقِ جنوں دوچند کن شوقِ غزلسرائے را
نقشِ دگر طراز ده آدمِ پخته تر بیار
لعبتِ خاک [illegible] نمی سزد خدائے را
قصهٔ [illegible] گفتنی است [illegible] نهفتنی است
[illegible] لذتِ [illegible] هائے را
آهِ [illegible] جگر گداز کو
شیشه به سنگ [illegible] گره کشائے را
بزم به باغ و راغ کش زخمه به تارِ چنگ زن
باده بخور غزل سرائے، بند کشائے قبائے را
صبح دمید و کاروان کرد نماز و رخت بست
تو نشنیدهٔ مگر زمزمهٔ درائے را

نازِ شہاں نمی کشم زخمِ کرم نمی خورم
در نگر اے ہوس فریب ہمتِ ایں گدائے را

فریبِ کشمکشِ عقل دیدنی دارد
کہ [illegible] دراز [illegible] دارد
نشانِ راہ [illegible] بپرس
بیا کہ عشق کمالے ز [illegible] دارد
فرنگ گرچہ سخن با ستارہ می گوید
حذر کہ شیوۂ او رنگِ جوزنی دارد
ز مرگ و زیست چہ پرسی دریں رباطِ کہن
کہ زیست کاہشِ جاں مرگ جانکنی دارد

سرِ مزارِ شهیدان یکے غزال گریست

کہ بے زبانیِ ما حرفِ گفتنی دارد

دگر بدشتِ عرب خیمہ زن کہ بزمِ عجم

مئے گذشتہ و جامِ شکستنی دارد

نہ شیخِ شہر نہ شاعر نہ خرقہ پوش اقبال

فقیرِ راہ نشین است و دل غنی دارد

حسرتِ جلوهٔ آن ماهِ تمامے دارم

دست بر سینہ نظر بر لبِ بامے دارم

حسن می گفت کہ شامے نہ پذیرد سحرم

عشق می گفت تب و تابِ دوامے دارم

نه با امروز اسیرم نه به فردا نه به دوش
نه نشیبی نه فرازی نه مقامی دارم

باده‌ها دارم و پیمانه گساری جویم
در خرابات مغان گردش جامی دارم

بی‌نصیبم [illegible] ز شوریده نوائی بگذر
مرغ [illegible] رشته پایی دارم

پرده بر گیرم و در پرده سخن میگویم
تیغ خونریزم و خود را به نیامی دارم

بشاخ زندگی ما نمی ز تشنه‌لبی است
تلاش چشمهٔ حیوان دلیل کم‌طلبی است

حدیثِ دل بکہ گویم چہ راہ برگیرم
کہ آہ بے اثر است و نگاہ بے ادبی است

غزل بزمزمہ خواں پردہ پست تر گرداں
ہنوز نالۂ مرغانِ نوائے زیر لبی است

متاعِ قافلۂ ما حجازیاں بردند
ولے زباں نکشا کہ یار عربی است

نہالِ ترک ز برقِ فرنگ بار آورد
ظہورِ مصطفوی را بہانہ بولہبی است

مسنج معنیِ من در عیارِ ہند و عجم
کہ اصلِ ایں گہر از گریہ ہائے نیم شبی است

بیا کہ من ز خمِ پیرِ روم آوردم
مئے سخن کہ جواں تر ز بادۂ عنبی است

فرقی ننهد عاشق در کعبه و بتخانه
این جلوتِ جانانه، آن خلوتِ جانانه
شادم که مزارِ من در کوی حرم بستند
راهی ز مژه کاوم از کعبه به بتخانه
از بزمِ جهان خوشتر از حور و جنان خوشتر
یک همدمِ فرزانه وز باده دو پیمانه
هر کس نگهی دارد هر کس سخنی دارد
در بزمِ تو می‌خیزد افسانه ز افسانه
این کیست که بر دلها آورده شبیخونی؟
صد شهرِ تمنا را یغما زده ترکانه
در دشتِ جنونِ من جبریل زبون صیدی
یزدان به کمند آور ای همتِ مردانه

اقبال به منبرِ رازے که نباید گفت
ناپخته برون آمد از خلوتِ میخانه

سرِ تو از خوابِ عدم دیده گشودن نتوان
بے تو بودن نتوان با تو غنودن نتوان
در جهان است و برون از جهان در دلِ ماست
لب فرو بند که این عقده گشودن نتوان
دلِ یاران زنواهائے پریشانم سوخت
من ازان نغمه تپیدم که سرودن نتوان
اے صبا از تنک افشانیِ شبنم چه شود
تب و تاب از جگرِ لاله ربودن نتوان

دل بجو بند گشادے ز سلاطین مطلب
کہ جبین بر درِ این میکده سودن نتوان

این گنبد مینائی این پستی و بالائی
در شد بدل عاشق با این همه پهنائی
اسرار ازل جوئی بر خود نظری واکن
یکتائی و بسیاری پنهانی و پیدائی
ای جانِ گرفتارم دیدی که محبت چیست؟
در سینه نیاسائی از دیده برون آئی
برخیز که فروردین افروخت چراغِ گل
برخیز و دمے بنشین با لالهٔ صحرائی

عشق است و ہزار افسوں حسن است و ہزار آئین
نے من بہ شمار آیم نے تو بہ شمار آئی
صد رہ بہ فلک بر شد، صد رہ بہ زمیں در شد
خاقانی و فغفوری جمشیدی و دارائی
ہم با خود و ہم با او، ہجراں کہ وصال است ایں؟
اے عقل چہ می گوئی اے عشق چہ فرمائی

بہ یکے از صوفیہ نوشتہ شد

ہوسِ منزلِ لیلیٰ نہ تو داری و نہ من
جگرِ گرمیِ صحرا نہ تو داری و نہ من
من جواں ساقی و تو پیرِ کہن میکدۂ
بزمِ ما تشنہ و صہبا نہ تو داری و نہ من

دل و دین در گرو زهره وشان عجمی!
آتش شوق سلیمی نه تو داری و نه من

خزفی بود که از ساحل دریا چیدیم
دانهٔ گوهر یکتا نه تو داری و نه من

دگر از یوسف گم گشته سخن نتوان گفت
تپش خون زلیخا نه تو داری و نه من

به که با نور چراغ ته دامان سازیم
طاقت جلوهٔ سینا نه تو داری و نه من

دلیل منزل شوقم بدامنم آویز
شرر ز آتش نابم بخاک خویش آمیز

عروسِ لاله برون آمد از سراچهٔ ناز
بیا که جانِ تو سوزم ز حرفِ شوق انگیز
بهر زمانه به اسلوبِ تازه می گویند
حکایتِ غمِ فرهاد و عشرتِ پرویز
اگرچه زادهٔ هندم فروغِ چشمِ من است
ز خاکِ پاکِ بخارا و کابل و تبریز

در جهانِ دلِ ما دورِ قمر پیدا نیست
انقلابیست ولے شام و سحر پیدا نیست
وائے آن قافله کز دونیِ همت میخواست
رهگذارے که درو هیچ خطر پیدا نیست

بگذر از عقل و در آویز بموجِ یمِ عشق
که در آن جوئے تنک مایه گهر پیدا نیست

آنچه مقصودِ تگ و تازِ خیالِ من و تست
هست در دیده و مانندِ نگه پیدا نیست

تب و تابِ بتکدهٔ عجمی نرسد بسوز و گدازِ من
که بیک نگاهِ محمدِ عربی گرفت حجازِ من
چه کنم که عقلِ بهانه جو گرہے بروئے گره زند
نظرے! که گردشِ چشمِ تو شکند طلسمِ مجازِ من
نرسد فسون گریِ خرد به تپیدنِ دلِ زندهٔ
ز کنشتِ فلسفیان درا بحریمِ سوز و گدازِ من

گریۂ ما بے اثر نالۂ ما نارساست
حاصلِ ایں سوز و ساز یک دلِ خونیں نواست

در طلبش دل تپید دیر و حرم آفرید
ما بہ تمنائے او او بتماشائے ماست

پردگیاں بے حجاب من بخودی در شدم
عشقِ غیورم نگر میلِ تماشا کراست

مطربِ میخانہ دوش نکتۂ دلکش سرود
بادہ چشیدن خطاست بادہ کشیدن رواست

زندگیٔ رہرواں در تگ و تاز است و بس
قافلۂ موج را جادہ و منزل کجاست

شعلہ درگیر زد بر خس و خاشاکِ من
مرشدِ رومی کہ گفت ”منزلِ ما کبریاست“

نقش فرنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقشِ فرنگ

پیام

از من ای بادِ صبا گوی بدانای فرنگ
عقل تا بال کشود است گرفتار تر است
برق را این به جگر می زند آن رام کند
عشق از عقلِ فسون پیشه جگردار تر است

چشم جز رنگِ گل و لاله نه بیند ور نه
آنچه در پردهٔ رنگ است پدیدار تر است

عجب آن نیست که اعجازِ مسیحا داری
عجب این است که بیمارِ تو بیمار تر است

علم و حکمت اگرش بیش سگی باز دهد
آدمی زاده از آن دو لب خوار تر است

خواجه را قیمتِ بیش است اگر مُزدِ غلام
بنده آزاد تر و خواجه گرفتار است

زندگی و عمل

در جواب نظم ہائنا موسوم بہ سوالات

ساحل افتادہ گفت گرچہ بسی زیستم
ہیچ نہ معلوم شد آہ کہ من چیستم

موج ز خود رفتۂ تیز خرامید و گفت
ہستم اگر میروم گر نروم نیستم!

جمعیت الاقوام

برفتد تا روش رزم درین بزم کہن
دردمندان جہان طرح نو انداختہ اند

من ازین بیش ندانم کہ کفن دزدی چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

(۱) گوئٹے کا ہم وطن و ہم عصر شاعر تھا۔

شوپن هار و نیتشا

مرغی ز آشیانه به سیر چمن پرید
خاری ز شاخ گل به تن نازکش خلید
بد گفت فطرت چمن روزگار را
از درد خویش و هم ز غم دیگران تپید
داغی ز خون بیگنهی لاله را شمرد
اندر طلسم غنچه فریب بهار دید
گفت اندرین سرا که بنایش فتاده کج
صبحی کجا که چرخ در و شامها نچید
نالید تا بحوصلهٔ آن نوا طراز
خون گشت نغمه و ز دو چشمش فروچکید

سوزِ فغانِ او بدلِ رهروے گرفت
با نوکِ خویش خار ز اندامِ او کشید
گفتش که سودِ خویش ز جیبِ زیاں برآر
گل از شگافِ سینه زرِ ناب آفرید
درماں ز درد ساز اگر خسته تن شوی
خوگر بخار شو که سراپا چمن شوی

فلسفه و سیاست

فلسفی را با سیاست داں بیک میزاں مسنج
چشمِ آں خورشید کورے دیدهٔ ایں بے نمے
آں تراشد قولِ حق را حجّتِ نا استوار
ویں تراشد قولِ باطل را دلیلِ محکمے

صحبتِ رفتگاں

(در عالمِ بالا)

ٹالسٹائے

بارکشِ اہرمن است کشتیِ شہریار — زبے زبان جو بہ تیغِ ستم کشتہ

زشت بہ چشمش نکوست مغز ز مغز بہ است — نہ جز بیگانہ دوست خویشِ ایشان

داروے بیہوشی است دین بہ جہان دادن — دینِ خدا او را خواہد بجاے

کارل مارکس

رازدانِ جزو و کل از خویش نامحرم شداست

آدم از سرمایہ داری قاتلِ آدم شداست

ہیگل

جلوہ دہد باغ و راغ معنیِ مستور را — عینِ حقیقت نگر حنظل و انگور را

فطرتِ اشرار و خیرِ شستہ چون دار   خواجه و مزدور را آمرز و خوردار

ٹالسٹائے

عقلِ دوره آفرید فلسفهٔ خود پرست را   درسِ غلامی دهی بندهٔ مزدور را؟

مزدک

وای ایران گشت از قیصر و پرویز   رگِ نی قصه از قیصر و سلطان و میر

شب در آتش بود و در دل   آتشی زد در نخستین از خداوندانِ پیر

دورِ پرویزی گذشت ای کشتهٔ پرویز خیز   نعمتِ گم گشتهٔ خود را ز خسرو باز گیر

کوهکن

نگارِ من که بسی ساده و کم آمیز است
ستیزه کیش و ستمکوش و فتنه انگیز است

برونِ او همه بزم و درونِ او همه رزم
زبانِ او ز مسیح و دلش ز چنگیز است

گسست عقل و جنون رنگ بست و دید و گداخت
در آنجا ، که جانم ز شوق لبریز است
اگرچه تیشهٔ من کوه را ز پا آورد
هنوز گردش گردون بکام پرویز است
ز خاک تا به فلک هر چه هست ره پیماست
قدم گشای که رفتار کاروان تیز است

[illegible]

از مستیِ عناصرِ انسان دلش تپید
فکرِ حکیم پیکرِ محکم تر آفرید
افگند در فرنگ صد آشوبِ تازهٔ
دیوانهٔ بکارگهِ شیشه گر رسید

حکیم آئن سٹائن

جلوه‌ئی می‌خواست مانندِ کلیمِ ناصبور
تا ضمیرِ مستنیرِ او کشود اسرارِ نور

از فرازِ آسمان تا چشمِ آدم یک نفس
زود پروازی که پروازش نیاید در شعور

خلوتِ او در زغالِ تیره فام اندر مغاک
جلوتش سوزد درختی را چو خس بی‌دودِ طور

بی‌تغیّر در طلسمِ چون و چند و بیش و کم
برتر از پست و بلند و دیر و زود و نزد و دور

در نهادش تار و شید و سوز و ساز و مرگ و زیست
اهرمن از سوزِ او وز سازِ او جبریل و حور

من چه گویم از مقامِ آں حکیمِ نکته سنج
کرده زردشتے ز نسلِ (۱) موسےٰ و هارون ظهور

بائرن

نشانِ لاله و گل شسته از زمین روید
اگر ز [illegible] گلستان تراود از جانش
نبود در خورِ [illegible] سرودِ فرنگ
تپید نبضِ جهت ز سوزِ پیغامش
خیالِ او چه پریخانهٔ بنا کرد است
شباب غش کند از جلوهٔ لبِ بامش
گذاشت طائرِ معنی نشیمنِ خود را
که سازگارتر افتاد حلقهٔ دامش

(۱) حکیم آئن سٹائن بنی اسرائیل سے ہے۔

نیٹشا[۱]

گر نوا خواہی ز پیشِ او گریز
در نیِ کلکش غریوِ تندر است

نیشتر اندر دلِ مغرب فشرد
دستش از خونِ چلیپا[۲] احمر است

آنکہ بر طرحِ حرم بتخانہ ساخت
قلبِ او مومن دماغش کافر است

خویش را در نارِ آں نمرود سوز
زانکہ بستانِ خلیل از آذر[۳] است

---

۱ مشہور و معروف جرمن فلسفی۔ جس نے مذہب پر ایسا زبردست [illegible] کیا ہے کہ مذہب اس حملے سے بمشکل جانبر ہو سکے گا۔ نیٹشا کی تنقید [illegible] نکتۂ خیال سے ہے۔

۲ اس کا دماغ اس واسطے کافر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے گو بعض اخلاقی نتائج میں اس کے افکار مذہب اسلام سے بہت قریب ہیں۔ قلبِ او مومن دماغش کافر است۔ نبی کریم نے اسی قسم کا جملہ اُمیہ ابن الصلت عرب شاعر کی نسبت کہا تھا۔ آمن لسانہ و کفر قلبہ۔

۳ آذر یعنی آگ۔

جلال و ہیگل

نی گشودم شبی بناخن فکر / عقده های حکیم المانی
آنکه اندیشه اش برهنه نمود / ابدی را ز کسوت آنی
پیش عرض خیال او گیتی / خجل آید ز تنگ دامانی
چون بدریای او فرو رفتم / کشتی عقل گشت طوفانی
خواب بر من دمید افسونی / چشم بستم ز نکته دانی
نگهِ شوق تیز تر گردید / چهره بنمود پیرِ یزدانی
آفتابی که از تجلی او / افقِ روم و شام نورانی
شعله اش در جهانِ تیره نهاد / به بیابان چراغِ رهبانی
معنی از حرفِ او همی روید / صفتِ لاله های نعمانی
گفت با من، چه خفته ای برخیز / به سراب سفینه می رانی؟

۱؎ مولانا جلال الدین رومی رحمة الله علیه — ۲؎ جرمن فلسفی ہیگل

چو ستارہ عشق فی پیدا شد

چو سپیدار آفتاب فی جولاں

[illegible]

شاعر [illegible] کہ [illegible] دنیا [illegible]

[illegible] زینہا کی از و بیانہ

خسے ورین [illegible] ما [illegible] مقرری

[illegible] روئی [illegible] بودی

[illegible] ہمی [illegible] ارزد [illegible]

[illegible] دل [illegible] کشودی

ہوا سے [illegible] ہستی [illegible]

[illegible] باد [illegible] از [illegible] بودی

محاوره مابین حکیم فرانسوی آگسٹس کومٹ اور مرد مزدور

حکیم

بنی آدم اعضای یک پیکرند
همان نخل را شاخ و برگ و برند

دماغ از خرد راستان قدرت است
اگر پا زمین سا است از فطرت است

یکی کار فرما یکی کار ساز
نیاید ز محمود کار ایاز

نزیبد که انسان بآزار زیست
سراپا چو شمعی به زنار زیست

مرد مزدور

فریبی بحکمت مرا ای حکیم
که نتوان شکست این طلسم قدیم

مس خام را از زر اندوده‌ای
مرا خوی تسلیم فرموده‌ای

کند بحر را آب نایم اسیر
زخارا برد تیشه‌ام جوی شیر

تنی کوهکن دادی ای نکته سنج | بپرویز پرکار و نابرده رنج
خرد را بحکمت گدازان سراب | خسرو را نگیری بجام شراب
بدوشش زمین بار اسرار او | ندارد گذشت از خور و خواب کار
جهان راست بهروزی از دست تو | ندانی که این هیچکاره است دزد

پی جرم او پوزشش آورده
بایں قتل دانشش افسوں خورده

۱

هگل

حکمتش معقول با محسوس در خلوت نرفت
گرچه بکر فکر او پیرایه پوشد چون عروس
طائر عقل فلک پرواز او دانی که چیست؟
"ماکیان کز زور مستی خایه گیرد بی خروس"

جلالؔ و گوئٹےؔ

نکتہ دانِ المنیؔ را در ارم
صحبتے افتاد با پیرِ عجم

شاعرے کو ہمچو آں عالی جناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

خواند بر دانائے اسرارِ قدیم
قصۂ پیمانِ ابلیس و حکیم

گفت رومیؔ اے سخن را جاں نگار
تو ملک صید استی و یزداں شکار

فکرِ تو در کنجِ دل خلوت گزید
ایں جہانِ کہنہ را باز آفرید

سوز و سازِ جاں بہ پیکر دیدۂ
در صدف تعمیرِ گوہر دیدۂ

---

۱ مولٰنا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ۔

۲ نکتہ دانِ المنی سے مراد گوئٹے ہے۔ جس کا ڈراما "فوسٹ" مشہور و معروف ہے۔ اس ڈرامے میں شاعر نے حکیم فوسٹ اور شیطان کے عہد و پیمان کی قدیم روایت کے پیرایہ میں انسان کے امکانی نشوونما کے تمام مدارج اس خوبی سے بتائے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کمالِ فن خیال میں نہیں آسکتا۔

هر کسے از رمز مصطفیٰ آگاہ نیست
هر کسے شایان این درگاہ نیست

[illegible]
[illegible] (رومی)

پیغام گیلانی

تا بر تو آشکار شود راز زندگی
خود را جدا ز شعلہ مثال شرر مکن
بہر نظارہ جز نگہ آشنا میار
در مرز و بوم خود چو غریبان گذر مکن

نقشے کہ بستہ ایم ہمہ اوہام باطل است
عقلے بہم رسان کہ ادب خوردۂ دل است

میخانۂ فرنگ

یاد ایامے کہ بودم در خمستانِ فرنگ

جامِ او روشن تر از جامِ جم و اسکندر است

چشمِ مستِ مے فروشش بادہ را پروردگار

بادہ خواران را نگاہِ ساقیش پیغمبر است

جلوۂ او بے کلیم و شعلۂ او بے خلیل

عقلِ ناپروا متاعِ عشق را غارتگر است

در ہوایش گرمیِ یک آہِ بیتابانہ نیست

رندِ ایں میخانہ را یک لغزشِ مستانہ نیست

موسولینی و قیصر ولیم

موسولینی

بسی گذشت که آدم درین سرای کهن
مثال دانه ته سنگ آسیا بوده است
فریب زاری و افسون قیصری خورده است
اسیر حلقهٔ دام کلیسیا بوده است
غلام گرسنه دیدی که بر درید آخر
قمیص خواجه که رنگین ز خون ما بوده است
شرار آتش جمهور کهنه ساماں سوخت
ردای پیر کلیسا، قبای سلطاں سوخت

قیصر ولیم

گناهِ عشوه و نازِ بتان چیست — طواف اندر سرشتِ برهمن هست

دمادم نو خداوندان تراشد — که بیزار از خدایانِ کهن هست

زجورِ رهزنان کم گو که رهرو — متاعِ خویش را خود راهزن هست

اگر تاجِ کئی جمهور پوشد — همان هنگامه‌ها در انجمن هست

هوس اندر دلِ آدم نمیرد (۱) — همان آتش میانِ مرزغن هست

عروسِ اقتدارِ سحر فن را — همان پیچاکِ زلفِ پرشکن هست

نماند نازِ شیرین بے خریدار
اگر خسرو نباشد کوهکن هست

---

(۱) مرزغن - آتشدان

حکما

لاک

ساغرش را سحر از تابِ خورشید افروخت
ورنه در محفلِ گل لاله تهی جام آورد

کانت

فطرتش ذوقِ مئے آئینه فامے آورد
از شبستانِ ازل کوکبِ جامے آورد

برگسان

نقشے از ازل آورد نه جامے آورد
لاله از داغِ جگر سوزِ دوامے آورد

شعرا

برونگ

بے پشت بود بادۂ سرجوشِ زندگی — آب از خضر بگیرم و در ساغر افگنم

بائرن

از منتِ خضر نتوان کرد سینہ داغ — آب از جگر بگیرم و در ساغر افگنم

غالب

تا بادہ تلخ تر شود و سینہ ریش تر — بگدازم آبگینہ و در ساغر افگنم

رومی

آمیزشے کجا گہرِ پاکِ او کجا
از تاک بادہ گیرم و در ساغر افگنم

خراباتِ فرنگ

دوش رفتم به تماشای خراباتِ فرنگ
شوخ گفتاریِ رندے[1] دلم از دست ربود
گفت این نیست کلیسا که بیابی در وے
صحبتِ دخترکِ زهره وش و نای و سرود
این خرابات فرنگ است و ز تاثیر مِیش
آنچه مذموم شمارند نماید محمود
نیک و بد را بترازوئے دگر سنجیدیم
چشمہ داشت ترازوئے نصاریٰ و یہود
خوب زشت است اگر پنجۂ گیرات شکست
زشت خوب است اگر تاب و توانِ تو فزود

۱ رند سے مراد نیٹشا ہے۔

تو اگر در گرمی جستجو رها نیست حیات
هر که اندر گرو صدق و صفا بود نبود

دعوی صدق و صفا پردهٔ ناموس ریاست
چهره با گنه‌همه از تسنیم بباید اندود

فاش گفتم بتو اسرار نهانخانهٔ زیست
بکسی باز نگو تا بسبالی مقصود

خطاب به انگلستان

مشرقی باده چشیداست زمینای فرنگ
عجبی نیست اگر توبهٔ دیرینه شکست

فکرِ او رازِ دو صد شیوهٔ تدبیر آموخت
جوششِ زندهٔ خون به رگِ بندهٔ تقدیر بست
ساقیا تنگ دل از شورشِ مستان نشوی
خود تو انصاف بده این همه هنگامه که بست؟
بوی گل خود به چمن راهنما شد ز نخست
ورنه بلبل چه خبر داشت که گلزاری هست

قسمت نامهٔ سرمایه دار و مزدور

غوغای کارخانهٔ آهنگری ز من
گلبانگِ ارغنونِ کلیسا از آنِ تو

نخلی که شد خراج بر و بوم زمین از آن من
باغ بهشت و سدره و طوبی از آن تو
تلخابه که درد سر آرد از آن من
صهبای پاک آدم و حوا از آن تو
مرغابی و تذرو و کبوتر از آن من
ظل هما و شهپر عنقا از آن تو
این خاک و آنچه در شکم او از آن من
وز خاک تا به عرش معلا از آن تو

نوائے مزدور

ز مزدِ بندهٔ کرپاس پوشِ محنت کش
نصیبِ خواجهٔ ناکرده کار رختِ حریر
ز خوئے فشانیِ من لعلِ خاتمِ والی
ز اشکِ کودکِ من گوهرِ ستام[1] امیر
ز خونِ من چو زلو[2] فربهی کلیسا را
بزورِ بازوئے من دستِ سلطنت همه گیر
خرابه رشکِ گلستان ز گریهٔ سحرم
شبابِ لاله و گل از طراوتِ جگرم
بیا که تازه نوا می تراود از رگِ ساز
مئے که شیشه گدازد به ساغر اندازیم

(۱) ستام - سازِ اسپ (۲) زلو - جونک

مغان و دیر مغان را نظام تازه دهیم
بنای میکده های کهن براندازیم
ز رهزنان چمن انتقام لاله کشیم
به بزم غنچه و گل طرح دیگر اندازیم
بطوف شمع چو پروانه زیستن تا کے
ز خویش این همه بیگانه زیستن تا کے

خُرده

[illegible] پیچ و تاب
محشر [illegible] است
با سکندر خضر در ظلمات گفت
مرگ مشکل زندگی مشکل تر است

دُر دانه او اشناس دریاست
از گردشِ آسیا چه داند

کلک را ناله از تهی مغزی است
قلم سرمه را صریرے نیست

منم که طوفِ حرم کرده‌ام بتے به کنار
منم که پیشِ بتان نعره‌هائے هو زده‌ام
دلم به شوق تقاضائے جستجو دارد
قدم به جادهٔ راهے که کم ز مو زده‌ام

گل گفت که عیشِ نوبهارے خوشتر
یک صبحِ چمن ز روزگارے خوشتر
زان پیش که کس ترا بدستار زند
مردن بکنارِ شاخسارے خوشتر

شعر لطیف کهنه و برنا و پیراست
نخل را سایه ز لطف به باشد

چشم را بینائی افزاید سه چیز
سبزه و آب روان و خط خوش
کاتب این نسخه هم یا آورد
جامهٔ فقر را بیا بهر رنگ خوش

ای برادر من ترا از زندگی دادم نشان
خواب را مرگ سبک دان مرگ را خواب گران

طاقتِ عفو در تو نیست اگر
خیز و با دشمناں درآ بہ ستیز
سینہ را کارگاہِ کینہ مساز
ہر کہ در انگبینِ تو نیش مریز

از نزاکت ہائے طبعِ نکتہ گافِ او مپرس
کز دمِ بادے زجاجِ شاعرِ ما بشکند
کے تواند گفت شرحِ کارزارِ زندگی
“مے پرد رنگش، حبابے چوں بہ دریا بشکند”

در جہان مانندِ جوئے کوہسار   از نشیب ہم فراز آگاہ شو
یا مثالِ سیلِ بے زنہار خیز   فارغ از پست و بلندِ راہ شو

اے کہ گل چیدی نہال از بیخ خار
خار ہم می روید از بادِ بہار

مزن وسمہ بر ریش از بہرِ زیب
جوانی ز دزدیدنِ سال نیست

ندارد کار با دوں ہمتاں عشق
تذروِ مردہ را شاہیں نگیرد

نقدِ شاعر در خورِ بازار نیست

نان بسیم نسترن نتوان خرید

[illegible] گفت [illegible] آزاد کردید

پیش [illegible] زیبا [illegible] خبر رفت

[illegible] گفت [illegible] برجا کہ خواہی

[illegible] بے خبر رفت

کتبہٗ: عبدالمجید خوشنویس لوہاری منڈی لاہور

۱۳۳۱/

48